٧٨٦

تذکرہ صاحبِ ھدایہ

علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ

۵۱۱ھ   ۵۹۳ھ

اِس میں صاحب ہدایہ کے (۳۱) اساتذہ کا تذکرہ ہے، ان کے ساتھ کتبِ احادیث کی اسانید بھی مذکور ہیں، اور ہدایہ کی دس (۱۰) خصوصیات بھی مذکور ہیں جو کہیں اور ملنا مشکل ہے

ترتیب

شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمٰن اعظمی مدظلہ العالی

بانی مدرسہ دعوۃ الحق آزادول جنوبی افریقہ

ناشر

مدرسہ دعوۃ الحق آزادول جنوبی افریقہ

فہرست

مضامین صاحبِ ہدایہ

شمار	مضامین	صفحہ
۱	صاحب ہدایہ، نام ونسب ، ولادت و وطن	۵
۲	(۳۱) اساتذہ و مشائخ	۶ تا ۲۵
۳	صاحبِ ہدایہ کی سند امام محمدؒ تک	۸
۴	حدیث : ما من شیءٍ بُدِئَ یوم الأربعاء الا تم	۱۰
۵	صاحبِ ہدایہ کی سند امام ترمذیؒ تک	۱۰۔۱۱
۶	صاحبِ ہدایہ کی سند امام طحاویؒ تک	۲۱ ۔ ۲۴
۷	صاحبِ ہدایہ کی سند امام مسلمؒ تک	۲۲
۸	صاحبِ ہدایہ کی سند امام بخاریؒ تک	۲۲۔۲۳
۹	**صاحب ہدایہ کا فضل وکمال**	**۲۶**
۱۰	ایک اہم فائدہ: صاحب ہدایہ کا شغل علمِ حدیث کے ساتھ	۲۷
۱۱	صاحب ہدایہ کے اساتذۂ حدیث	۲۷
۱۲	صاحب ہدایہ کا عالی مقام	۲۹
۱۳	فقہاء کے سات طبقات	۲۹
۱۴	ابن کمال پاشا پر مولانا عبدالحئی لکھنویؒ کا اعتراض	۳۰
۱۵	مولانا عبدالحئی لکھنویؒ کی رائے سے اختلاف	۳۱
۱۶	صاحب ہدایہ کس طبقہ میں ہیں	۳۱

شمار	مضامین	صفحہ
۱۷	صاحب ہدایہ کے تلامذہ ومسترشدین	۳۲
۱۸	صاحب ہدایہ کے ایک شاگرد کے اشعار صاحب ہدایہ کی مدح میں	۳۳
۱۹	صاحب ہدایہ کی تصانیف	۳۴
۲۰	ہدایہ کی (۱۰) خصوصیات	۳۶
۲۱	ہدایہ میں مذکور احادیث کے متعلق اعتراض اور اس کے جوابات	۴۳
۲۲	آخری بات	۴۶
۲۳	سبق کی ابتداء کرانے میں صاحب ہدایہ کی عادت	۴۶
۲۴	صاحب ہدایہ کی نصیحت طلبہ کو	۴۸
۲۵	صاحب ہدایہ کی عادات (ہدایہ میں)	۴۹
۲۶	ہدایہ کی شروح و حواشی و تخریجات و تجریدات	۵۱
۲۷	فائدہ : تخریجات	۵۴
۲۸	علامہ کشمیریؒ اور علامہ کوثری کی شکایت	۵۵
۲۹	منیة الألمعی : علامہ قاسم بن قطلوبغا	۵۶
۳۰	تجریدات	۵۷
۳۱	مرتب مدظلہ کے مختصر حالات	۵۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صاحبِ ہدایہ

علی بن ابی بکر فرغانی مرغینانی رِشدانی رحمہ اللہ تعالی

ولادت ۸؍رجب ۵۱۱ھ دوشنبہ بعد العصر وفات ۱۴؍ذوالحجہ ۵۹۳ھ یا ۵۹۶ھ

نام ونسب : نام علی، کنیت ابوالحسن، لقب برہان الدین، شیخ الاسلام ہے، والد کا نام ابوبکر ہے. شجرۂ نسب یوں ہے: ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل بن الخلیل بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی، آپ کا نسب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے. (مقدمۂ ہدایہ وکشف الظنون)

ولادت اور وطن : ۸؍رجب ۵۱۱ھ بروز پیر عصر کے بعد پیدا ہوئے، آپ کا وطن مرغینان ہے جو صوبہ فرغانہ کا ایک شہر ہے، گاؤں کا نام رِشدان ہے، اسی لئے رِشدانی بھی کہلاتے ہیں .

شیخ محمد عوامہ نصب الرایہ کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ فرغانہ ترکستان کا ایک بڑا علاقہ ہے اھ

ا صاحبِ ہدایہ کا یہ تذکرہ قیامِ ڈابھیل کے زمانہ میں جب ہدایہ مجھ سے متعلق ہوئی لکھا تھا، اب اس کو امسال اضافہ اور جدید تحقیقات کے ساتھ لکھا ہے، امید ہے کہ اس سے طلبہ کو فائدہ ہوگا، وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ أنیب . فضل الرحمٰن اعظمی ۶؍ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ ۹؍۱؍ ۲۰۰۳ء

بعد میں کچھ اور اضافہ کیا اور اس میں خاص طور سے مولانا عبد القیوم حقانی مدظلہ کے مضمون سے استفادہ کرکے الجواہر المضیہ سے صاحب ہدایہ کے اساتذہ کو تلاش کرکے حروفِ تہجی کی ترتیب پر لکھا.

فضل الرحمٰن اعظمی محرم ۱۴۲۵ھ مارچ ۲۰۰۴ء

پہلے اس ملک کو ترکستان کہتے تھے جیسا کہ پرانے نقشہ سے ظاہر ہوتا ہے .

مولانا یوسف بنوریؒ نے لکھا کہ فرغانہ جیحون اور سیحون کے پیچھے شاش کے بعد واقع ہے . (الجواہر المضیہ ۱؍۳۸۳) (مقدمۂ نصب الرایہ ص ۱۳)

مرغینان اسی صوبہ فرغانہ کا ایک شہر ہے، اور رِشدان اس کا ایک دیہات اور گاؤں، مرغینان دریائے سیحون کے جنوب میں واقع ہے . (دائرۃ المعارف ۱۵؍۲۷۷ بحوالہ مقالہ مولانا عبد القیوم حقانی : ہدایہ اور صاحب ہدایہ ص ۱۰)

یاقوت حموی نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ ماوراء النہر سے مراد خراسان میں جیحون نہر کے بعد کا علاقہ ہے، مشرقی جانب کے علاقہ کو بلاد الھیاطلہ کہتے تھے، اسلامی دور میں اس کا نام ماوراء النہر رکھا گیا . (معجم ۵؍۴۵)

جیحون کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ایک نہر ہے جس میں کئی نہریں آکر گرتی ہیں اسکو مجازا نہر بلخ بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ نہر وہاں سے گزرتی ہے، سردی میں اسکا پانی جم جاتا ہے . (معجم البلدان ۲؍۱۹۶)

اور سیحون کے بارے میں لکھا ہے کہ ماوراء النہر میں سمرقند کے بعد خُجندہ کے قریب ایک بڑی نہر ہے . (معجم البلدان ۳؍۲۹۴)

سیحون اوپر اور جیحون نیچے ہے، دونوں کے درمیان کا علاقہ ماوراء النہر ہے، قدیم نقشہ سے یہ ظاہر ہے .

اساتذہ اور مشایخ

صاحبِ ہدایہ نے اپنے وقت کے اساطینِ علم سے جو ہر فن میں ماہر تھے تحصیلِ علوم کیا اور اس کے لئے مختلف شہروں کا سفر بھی کیا، اپنے اساتذہ کی ایک فہرست تیار کی جس میں ان کا تذکرہ کیا اور جو کچھ ان سے حاصل کیا اسکو بیان کیا، اس کو مشیخہ کہتے ہیں، الجواہر المضیہ کے

مصنف شیخ عبد القادر القرشی المصری متوفی ۷۷۵ھ نے اس مشیخہ سے صاحبِ ھدایہ کے اساتذہ کو ذکر کیا ہے، ہم حروفِ تہجی کی ترتیب سے اس کو ذکر کرتے ہیں، الجواہر میں بھی اسی ترتیب سے ذکر کیا ہے [1]

(۱)۔ ابو بکر بن حاتم الرِشدانیؒ :

یہ الحکیم الامام الزاھد سے معروف تھے، صاحبِ ھدایہ اپنے معجم شیوخ میں لکھتے ہیں: موصوف رِشدان کے بچے ہوئے مشائخ میں سے تھے، میں نے ان سے یہ اشعار سنے ؎

و اذا الكريم أتيته بخديعة — و رأيته فيما تروم بخادع

فاعلم بأنک لم تخادع جاهلاً — ان الكريم بنفسه لمخادع

ترجمہ: ''کسی کریم کے ساتھ تم جب مکر وفریب کرو اور ایسا سمجھو کہ اس کو نقصان میں ڈال دیا تو جان لو کہ تم نے کسی جاہل کو دھوکہ نہیں دیا بلکہ شریف انسان خود نقصان میں آجاتا ہے۔'' (الجواہر المضیہ ۲/۲۷۲)

(۲)۔ ابو بکر بن زیاد المَرغینانی الامام الزاھد الخطیب:

مرغینان میں ایک مدت تک خطبہ دیا، بہت سالوں تک جمعہ پڑھانے کے ذمہ دار تھے، بڑے عبادت گزار تھے، صاحبِ ھدایہ اپنے معجم (معجم شیوخ) میں لکھتے ہیں کہ ان سے میں نے مرغینان میں یہ اشعار سنے ؎

يا كاملَ الآدابِ منفردَ العُلا — بالمَكرمات و يا كثيرَ الحاسدِ

شَخَصَ الأنامُ الى جمالِک فاستعِذ — من شرِّ أعينِهم بعينٍ واحدِ

ترجمہ: ''اے وہ شخص جو آداب میں کامل ہے اور شرافتوں کی وجہ سے بلندی میں یکتا ہے اور بہت سے لوگ تم سے حسد کرنیوالے ہیں، لوگوں نے تمہارے جمال کی طرف نگاہیں اٹھا رکھی ہیں، تم لوگوں کی آنکھوں کی برائی سے حفاظت طلب کرو ایک ذات سے یعنی اللہ تعالی کی ذات سے ...'' (الجواهر المُضية ۲/۲۷۳)

---

[1] مولانا عبد القیوم حقانی مدظلہ نے ان اساتذہ کا تذکرہ شہروں کے لحاظ سے کیا ہے اس کے لئے موصوف نے بہت محنت کی ہے ہم نے ان کے مقالہ سے بھر پور فائدہ اٹھایا ہے، جزاہ اللہ خیراً ۔

(۳)۔ احمد بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ :

آپ کا لقب الصدر السعید تاج الدین تھا، آپ کے بھائی عمر کو الصدر الشہید کہتے تھے، آپ کے والد برھان الأئمہ اور برھان الدین الکبیر سے ملقب تھے ان کو الصدر الماضی بھی کہتے تھے۔ (الجواہر ۱/۳۲۰)

(۱)۔ احمد بن عبد العزیز نے اپنے (۲) والد اور شمس الأئمہ بکر بن محمد زَرَنجری [1] سے علم فقہ حاصل کیا، ان دونوں نے (۳) شمس الائمہ سرخسی سے، انھوں نے (۴) حلوانی سے، انھوں نے (۵) ابو علی نسفی سے، انھوں نے (۶) محمد بن فضل سے، انھوں نے (۷) سُبذَمونی [2] سے انھوں نے (۸) ابو حفص صغیر سے، انھوں نے (۹) اپنے والد ابو حفص کبیر سے، انھوں نے امام محمد سے۔ رحمهم الله تعالى

شیخ احمدؒ سے ان کے بیٹے محمود صاحب الذخیرہ اور صاحبِ ہدایہ وغیرہ نے علم حاصل کیا۔

(الفوائد البہیہ ۲۴ و ۹۸)

اس طرح صاحبِ ہدایہ اور امام محمدؒ کے درمیان نو (۹) واسطے ہوئے۔

صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں کہ موصوف نے مجھے بخاری میں اپنی مسموعات اور مستجازات کی رو برو اجازت دی اور اپنے دستِ خاص سے لکھ کر بھی اجازت کا شرف بخشا۔ (الجواہر المضیہ ۱/۶۷)، یہاں صاحبِ جواہر نے سیر کبیر کی صاحبِ ہدایہ کی سند بھی امام محمدؒ تک تحریر فرمائی ہے۔

(۴)۔ احمد بن عمر بن محمد ابو اللیث النسفیؒ :

المجد سے مشہور تھے، سمرقند کے تھے، بَسطام [3] کے قریب ۵۵۲ھ میں شہید کئے گئے،

---

[1] زَرَنجر بخاری کا ایک گاؤں ہے۔ (الجواہر ۲/۳۱۲)

[2] انکا نام عبد اللہ تھا، سَبذمون سین کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ، بخاری کا ایک گاؤں ہے۔ (الجواہر ۱/۲۸۹)

[3] بَسطام: باء کے فتحہ کے ساتھ ہے، فارس کا ایک شہر ہے، اور بِسطام کسرہ کے ساتھ کسی آدمی کا نام ہے، سمعانی نے ایسا ہی فرمایا، لیکن ابن الاثیر نے دونوں کو کسرہ کے ساتھ مانا ہے۔ (الجواہر ۲/۲۸۸)

ولادت ۵۰۷ھ میں ہوئی تھی، محدثین اور ائمہ کی اولاد میں سے تھے ان کے والد شیخ الاسلام ابو حفص نسفی بھی صاحب ہدایہ کے استاذ ہیں، (ان کا تذکرہ بھی آگے آرہا ہے) ۔

صاحب ہدایہ نے انھی دونوں کے تذکرہ سے اپنے مشیخہ کو شروع کیا اور فرمایا کہ احمد بن عمر نے مجھ کو سمرقند میں اجازت دی ۔

شیخ احمد فقیہ فاضل تھے، کامل اور واعظ بھی تھے، اچھی خصلت والے دوستوں سے میل جول رکھنے والے تھے، اپنے والد سے بہت سی حدیثیں سنی تھیں لیکن والد کی طرح حدیث کے ساتھ اشتغال اور اعتناء نہیں تھا ۔

۵۵۱ھ میں حج کیلئے نکلے تھے، بخاری پہونچے، بغداد دو مہینے قیام رہا، امیر المؤمنین مقتفی لامر اللہ اور سلطان محمد شاہ میں لڑائی چل رہی تھی، لوگ بہت پریشان تھے، صفر ۵۲ھ میں بغداد سے وطن کی طرف جارہے تھے، بسطام سے آگے نکلے تو ڈاکوؤں نے قافلہ کو لوٹا اور بہت سے علماء کو اور حجاز سے جانے والوں کو شہید کردیا، انھی میں یہ مجد نسفی بھی تھے، بعض حجاج سے معلوم ہوا کہ ان کی شہادت پیر کے دن ۲۷ رجمادی الاولی ۵۵۲ھ کو ہوئی ۔

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ ۔ (الجواہر المضیہ ۸۶/۱)

(۵)۔ احمد بن عبد الرشید بن الحسین قوام الدین البخاریؒ :

یہ صاحب خلاصہ کے والد ہیں، اپنے والد سے علم حاصل کیا اور ان سے ان کے بیٹے نے، انھوں نے جامع صغیر کی شرح لکھی، ان سے صاحب ہدایہ نے پوری سند سے جو آنحضرت ﷺ تک پہنچتی ہے یہ حدیث روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا: **ما من شیء بُدئ یوم الأربعاء الا تمّ**، جو کام بھی بدھ کے دن شروع کیا جائے پورا ہوتا ہے۔

اسی حدیث کی وجہ سے صاحب ہدایہ اسباق کی ابتداء کو روک رکھتے تھے جب بدھ کا دن آتا شروع کراتے ۔

مولانا عبد الحیٔ صاحبؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں محدثین کو کلام ہے، بعض نے

موضوع بھی کہا ہے ۔ (الفوائد البھیہ ص ۲۴)

صاحب ہدایہ کے تذکرہ میں اس پر تفصیلی بحث کی ہے (دیکھئے الفوائد البھیہ ۱۴۳ و ۱۴۴) ہم بھی اس کو ذکر کرنے والے ہیں ۔

(۶)۔ الحسن بن علی بن عبد العزیز المرغینانی ابو المحاسن ظہیر الدینؒ :

آپ کے اساتذہ میں یہ لوگ ہیں :

(۱)۔ برہان الدین کبیر عبد العزیز بن عمر بن مازہ (۲)۔ شمس الائمہ محمد اوزجندی
(۳)۔ مسعود بن الحسن الکشانی الخطیب زکی الدین رکن الدین [1]

ان لوگوں نے شمس الائمہ سرخسی سے، انھوں نے حلوانی سے علم حاصل کیا، آپکے شاگردوں میں آپکے بھانجے صاحب خلاصہ افتخار الدین طاہر، صاحب فتاوی الظہیریہ ظہیر الدین محمد بن احمد اور فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی ہیں، آپ فقیہ محدث تھے، املاء وتصنیف کے ذریعہ علم کی نشر واشاعت کی، کتاب الأقضیہ، شروط، فتاوی، فوائد وغیرہ آپکی تصنیفات ہیں۔ (فوائد بہیہ ۶۲۶)

جواہر مضیہ میں ہے کہ صاحب ہدایہ نے ان سے ترمذی شریف روایت کی، انھوں نے (۲) برہان الائمہ عبد العزیز بن عمر سے (یہی برہان الدین الکبیر ہیں) (۳) انھوں نے ابو بکر محمد بن علی بن حیدرہ سے (۴) انھوں نے علی بن احمد بن محمد خزاعی سے (۵) انھوں نے ابو سعید شاشی ھیثم بن کلیب سے انھوں نے ترمذی سے، ہر ایک نے دوسرے سے سنا۔ (جواہر ۱۹۹/۱)

اس طرح صاحب ہدایہ اور امام ترمذی کے درمیان ۵ واسطے ہوئے، صاحب ہدایہ نے شیخ صاعد مرغینانی ضیاء الدین سے بھی اسی سند سے ترمذی شریف پڑھی۔ (جواہر ۲۵۹/۱)

(۷)۔ زیاد بن الیاس ابو المعالی ظہیر الدینؒ :

---

[1] جواہر مضیہ ۱۶۸/۲ میں ان کا لقب رکن الدین لکھا ہے جب کہ فوائد بہیہ میں زکی الدین، ہم نے دونوں کو جمع کردیا، اور حسن مرغینانی کے تذکرہ میں کچھ کتابت کی غلطی ہے جس پر محشی نے فوائد بہیہ سے تنبیہ کی ہے، جواہر سے بھی تصحیح ظاہر ہے ۔ فضل

آپ امام ابوالحسن علی بن محمد بزدویؒ کے شاگرد ہیں، صاحبِ ہدایہ اپنے مشیخہ میں لکھتے ہیں کہ میں اپنے نانا (عمر بن حبیب) کے انتقال کے بعد انکے پاس آنے جانے لگا، فقہ و اختلاف کی کچھ چیزیں ان سے پڑھیں، موصوف بہت بڑے عالم و فاضل ہونے کے باوجود متواضع، سخی، بااخلاق اور اپنے شاگردوں کے ساتھ نرم اخلاق والے تھے، فرغانہ کے بڑے مشائخ میں سے تھے، قاضی امام محمد بن فضل اصبہانی نے مرغینان میں استاذ ظہیر الدین کی مدح میں کچھ اشعار مجھکو سنائے، پھر صاحبِ ہدایہ نے انکو ذکر کیا، پانچ اشعار الجواہر المضیہ میں مذکور ہیں۔ (دیکھئے ۱/ ۲۴۵ و ۲۴۶)

(۸)۔ سعید بن یوسف الحنفی القاضیؒ :

بلخ میں رہتے تھے، بخاری میں (۱) عبدالعزیز بن عمر قاضی سے حدیث سنی، ایسے ہی (۲) ابوبکر محمد بن حسن بن منصور نسفی، (۳) امام ابوالمعین میمون بن محمد مکحول نسفی اور (۴) قاضی بکر بن محمد بن علی بن فضل زَرَنجری سے بھی، موصوف سے صاحبِ ہدایہ کو مطلق عام اجازت حاصل تھی، اپنے مشیخہ میں ان کو ذکر کیا ہے اور ان کی سند سے یہ حدیث ذکر کی ہے:

من ستر على مسلم عورةً ستراللّٰه عليه فى الدنيا والآخرة ، ومن يسّر على مسلم يَسّر اللّٰه عليه فى الدنيا والآخرة ، واللّٰه فى عونِ العبد ما كان فى عون أخيه ، ومن أبطأ به عملُه لم يُسرع به نسبُه ، ومن نفّس عن مسلم كربة نفّس اللّٰه عنه كرب يوم القيامة و من أقال مسلماً عثرتَه أقال اللّٰه عثرتَه يوم القيامة . (الجواهر المضيه ١/ ٢٤٩)

(۹)۔ صاعد بن اسعد بن اسحاق المَرغینانیؒ :

آپ کا لقب ضیاء الدین تھا، صاحب ہدایہ نے ان سے جامع ترمذی پڑھی جیسا کہ حسن ابن علی مرغینانی ظہیر الدین مذکور الصدر سے، دونوں کے استاذ شیخ برہان الائمہ عبدالعزیز بن عمر تھے، سند امام ترمذی تک حسن ظہیر الدین کے ذکر میں مذکور ہوئی، صاحب ہدایہ اور امام ترمذی کے درمیان پانچ (۵) واسطے ہیں کما مر۔

صاحبِ ہدایہ نے ان کا تذکرہ بھی اپنے مشیخہ میں کیا ہے اور انکی ایک حدیث بھی سند کے ساتھ ذکر کی ہے اور فرمایا کہ ان امام ضیاء الدین ذکر کیا ہے میں نے اسکوان پر پڑھا بھی اور انکے خط سے لکھا بھی کہ انکے والد امام ابوالحجاج اسعد بن اسحاق نے اپنے لئے یہ شعر کہا ؎

اذا ضاق بی ذَرعُ الكِرام ولم أَجد   تحوّلتُ عن تلک الدار و أَهلِها

ترجمہ: جب میرے ساتھ شریف لوگوں کا ہاتھ تنگ ہوجائے اور میں ان سے محروم ہوجاؤں تو اس شہر اور وہاں کے لوگوں سے منتقل ہوجاتا ہوں۔

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ مجھے کسی شاعر کا یہ شعر زیادہ پسند ہے ؎

اذا كنتَ فى دارٍ يُهينک أهلُها   ولم تکُ مقبولاً بها فتحوّل (الجواہر ۱/ ۲۵۹)

ترجمہ: جب تم ایسی جگہ رہو جہاں کے لوگ تمکو ذلیل کرتے ہوں اور تم وہاں مقبول نہ ہوتو وہاں سے ہٹ جاؤ۔

(۱۰)۔ عبداللہ بن ابی الفتح الخانقاہیؒ :

آپ مرغینان کے تھے، صاحب ہدایہ نے اپنی معجم شیوخ میں ان سے بھی روایت ذکر کی اور فرمایا کہ موصوف شیخ، امام، زاہد و واعظ، عابد تھے، اللہ تعالی کی طرف ہر وقت متوجہ رہتے تھے، کھلی کرامتوں والے تھے، زندگی لمبی پائی تھی، سو (۱۰۰) سے متجاوز ہوئے، میں نے مرغینان میں ان کو یہ اشعار پڑھتے سنا ؎

جعلتُ هدِيّتى منى سواكا   و لم أُوثِر به أحدًا سواكا (الجواہر)
بعَثتُ اليک عُوداً من أَراک   رجاء أن أعودَ و أن أَراكا (۱/ ۲۸۰)

ترجمہ: میں نے اپنی طرف سے ایک مسواک کا ہدیہ پیش کیا ہے، اور آپکے سوا کسی کو اس پر ترجیح نہیں دی ہے، میں نے آپکے پاس پیلو کی ایک لکڑی پیش کی ہے اس امید پر کہ کبھی لوٹوں گا اور آپکی زیارت کروں گا۔

(۱۱)۔ عبداللہ بن محمد بن الفضل الصاعدی الفُراویؒ :

آپ کی کنیت ابوالبرکات اور لقب صفی الدین تھا، پاکدامن فاضل تھے، علم و زہد اور صلاح کے گھرانہ سے تھے، علم و صلاح میں نشو ونما پائی، صاحب ہدایہ کے شیخ ہیں، اپنے مشیخہ میں ان کو ذکر کیا ہے، موصوف نے نیشاپور میں صاحب ہدایہ کو بالمشافہ عام اجازت

دی، صاحب ہدایہ نے ایک حدیث بھی ان سے **أبو مالک الأشجعی عن أبیه** نقل کی ہے : **أنه سمع رسول الله ﷺ يقول : من وحّد اللّٰه و كفر بما يُعبد من دونه حرّم ماله و دمه و حسابه على الله .**

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان ابوالبرکات سے نیشاپور میں جو کچھ پڑھا اس میں یہ اشعار بھی تھے، ہم کو ابوالبرکات نے، ان کو ابوعبدالرحمٰن سلمی نے سنایا، انکو حسین بن احمد بن موسیٰ نے، ان کو صولی نے، ان کو ترمذی نے کسی اور کا شعر سنایا ۔ (الجواہر ۱/۲۸۸)

انا على الدنا و لذّاتها	نَدورُ والموتُ علينا يَدورُ
نحنُ بنو الأرض و سُكانها	منها خُلقنا و اليها نحورُ

ترجمہ: ہم دنیا اور اس کی لذتوں پر گھومتے ہیں اور موت ہم پر گھومتی ہے، ہم زمین سے بنے اور اس پر رہتے ہیں، اسی سے پیدا ہوئے اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

(۱۲)۔ عثمان بن ابراہیم بن علی بن نصر بن اسماعیل الخُواقندی [۱]

فرغانہ کے مشائخ میں آپ کا شمار ہے، الاستاذ کہلاتے تھے، بخاری میں برہان الائمہ عبدالعزیز عمر سے علم فقہ حاصل کیا، صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے فقہ وغیرہ کی کچھ چیزیں حاصل کیں، زبانی مجھکو اجازت دی، صاحب ہدایہ نے ان کو بھی اپنے مشیخہ میں ذکر کیا . (الجواہر ۱/۳۴۳)

(۱۳)۔ عثمان بن علی بن محمد بن علی ابوعمر [۲] البیکندی البخاریؒ :

ولادت ۴۶۵ھ میں بخاری میں ہوئی اور وہیں ۵۵۲ھ میں وفات ہوئی، اپنے ماموں اور استاذ محمد بن ابراہیم الخُمریؒ (بخاء معجمہ وموحدہ) کے پاس دفن ہوئے، آپ کے والد بیکند کے تھے، (بیکند بخاری سے ایک مرحلہ کی دوری پر تھا، بہت سے علماء یہاں پیدا ہوئے، بلاد

---

۱ خُواقند: خاء کے ضمہ کے ساتھ، فرغانہ کا ایک گاؤں ہے ۔ (الجواہر ۲/۳۰۴)

۲ كذا ههنا و في ۲۹/۲ : أبو عمرو في ذكر السرخسي و كذا في ۴۹/۲ .

ماوراء النہر میں سے تھا نہر کے پار، ویران ہوگیا)۔ (الجواہر ۲/۲۹۱)

صاحبِ ہدایہ نے اپنے ان استاذ کا ذکر بھی اپنے مشیخہ میں کیا ہے اور فرمایا کہ میں نے ان سے بخاریٰ میں بہت کچھ سنا، ان سے شمس الائمہ سرخسی سے سند کے ساتھ ایک مرفوع حدیث بھی ذکر کی، سمعانی فرماتے ہیں کہ فاضل امام تھے، زاہد پرہیزگار، پاکدامن، بڑے خیر اور عبادت والے تھے، متواضع، پاکیزہ نرم، قناعت پسند تھے، امام ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سھل سَرَخسی [۱] سے فقہ حاصل کیا، یہ (شیخ عثمان) انکے آخری شاگرد سمجھے جاتے تھے، ابوبکر محمد بن الحسین بخاری سے بھی سنا، یہ بکرخواہرزادہ سے مشہور تھے. (الجواہر ۱/۳۴۵ والفوائدالبهية ۱۱۵)

بکرخواہرزادہ سے شہرت کی وجہ یہ ہے کہ یہ قاضی ابوثابت محمد بن احمد بخاری کی بہن کے بیٹے تھے، یہ بکرخواہرزادہ بھی صاحب مبسوط ہیں، ان کی مبسوط کو مبسوط بکرخواہرزادہ کہتے ہیں، ان کا انتقال ۴۸۳ھ میں ہوا. (الجواہر ۲/۴۹)

(۱۴)۔ علی بن محمد بن اسماعیل بن علی الاِسبیجابی السمرقندیؒ :

آپ شیخ الاسلام سے مشہور تھے، ۵۳۵ھ میں سمرقند میں انتقال ہوا، ولادت ۴۵۴ھ میں ہوئی تھی، آپ اسبیجاب کے تھے جو ترک کی سرحدوں میں سے ہے، (فوائد بہیہ میں ہے کہ یہ باء فارسیہ کے ساتھ ہے یعنی اسپیجاب، تاشقند اور سیرام کے درمیان میں ہے. (فوائد ۱۲۴)

سمرقند میں رہے، وہاں کے مفتی اور بڑے آدمی تھے، ان کے زمانہ میں پورے ماوراء النہر میں مذہب حنفی کا ان سے بڑا کوئی حافظ اور عالم نہیں تھا، لمبی زندگی ملی، خوب علم پھیلایا، اور بہت سے شاگردوں کو پڑھایا، انہیں میں صاحب ہدایہ بھی ہیں، اپنے مشیخہ میں فرماتے ہیں:

''میں ایک مدت تک ان کے پاس آتا جاتا رہا، ان سے درس وتدریس اور نظر سے کافی حصہ حاصل کیا، زیادات، کچھ مبسوط اور جامع سے ان کے فتاوی بھی حاصل کئے تھے، موصوف

---

۱ متوفی ۴۹۰ھ، یہ صاحب مبسوط ہیں، سَرَخسی (بفتح الراء وسکون الخاء) فارسی، اور السرْخَسی (بسکون الراء وفتح الخاء) عربی ہے ۔ (الجواہر ۲/۳۱۵)

مجھے افتاء کی عام اجازت دی اور میرے لئے ایک تحریر بھی لکھی جس میں میری بہت تعریف کی لیکن ان سے (حدیث کی) اجازت کا اتفاق نہیں ہوا، لیکن میرے کئی اساتذہ نے ان کی حدیثیں مجھے سنائیں .

پھر صاحب ہدایہ نے اپنے اساتذ نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد نسفیؒ کے ذریعہ ان کی حدیث پوری سند کے ساتھ ذکر کی. (الجواہر المضیہ ۱/۳۷۱)، عمر نسفی کا ذکر آئندہ آرہا ہے .

(۱۵)۔ عمر بن حبیب بن علی ابو حفص القاضی الامام الزندرامسیؒ [۱] :

آپ صاحبِ ہدایہ کے نانا ہیں، قاضی امام احمد بن عبد العزیز زوزنی سے اسرار کے مسائل سیکھے، ان کے بڑے شاگردوں میں سے تھے، ان کے انتقال کے بعد امام زاہد شمس الائمہ محمد سرخسی سے فقہ کو حاصل کیا .

صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں کہ فقہ وخلاف میں علماء تبحرین میں سے تھے، دقیق فتاوی اور قضاء میں بھی صاحب نظر تھے، ان کی ایک بڑی خاص اور اہم فضیلت یہ ہے کہ تعلیم میں ان کو امام کبیر برہان ائمہ (عبد العزیز بن عمر بن مازہ) کی شرکت نصیب ہوئی تھی، میں نے ان سے اختلاف کے مسائل معلوم کئے تھے اور کچھ اشعار، بچپن میں مجھے ایک حدیث سنائی تھی جو میں نے یاد کرلی تھی اب تک بھولا نہیں، نانا جان نے اس کو امام قاضی ناطفی سے لیا جو محدث تھے، انھوں نے اپنی سند سے بیان کیا :

ان النبی ﷺ قال : من مشی الی علم خطوتین و جلس عنده ساعتین و سمع منه کلمتین وجبت له جنتان عمل بهما أو لم یعمل .

امام ابو حنیفہؒ کے یہاں کسی حدیث کو روایت کرنے کی شرط یہ ہے کہ سننے کے وقت سے روایت کرنے تک راوی اس کو بھولا نہ ہو، اس اصول کے مطابق یہ حدیث میں روایت کرسکتا ہوں (کیونکہ اس وقت سے اب تک میں اس کو نہیں بھولا) .

---

[۱] یہاں سین مہملہ سے لکھا ہے لیکن ۲/۳۱۳ پر شین معجمہ کے ساتھ لکھا ہے ، فلیحرر . ۱۲ فضل الرحمٰن

نانا نے مجھے یہ دو شعر بھی بتائے تھے :

تَعلَّمْ یا بُنیّ العلمَ و افْقهْ — وکُن فی الفقه ذاجهدِ ورأی (الجواہر المضیہ)
و لا تکُ مثلَ حبالِ تراه — علی مرِّ الزمانِ الی وراءٍ (۱/۳۸۹)

ترجمہ : اے بچے! علم حاصل کر اور فقیہ بن، اور فقہ میں رائے اور محنت والے بنو، اور رسی کی طرح نہ بنو کہ کچھ زمانہ کے بعد الٹے پھرنے لگتی ہے .

(۱۶)۔ عمر بن عبد العزیز بن عمر بن مازہؒ :

ابو محمد حسام الدین الصدر الشہید المتوفی شہیداً ۵۳۶ھ، ولادت ۴۸۳ھ میں ہوئی تھی، ان کے والد برہان الائمہ شیخ عبد العزیز بن عمر ہیں جو بڑے عالم تھے، الصدر الماضی سے مشہور تھے . (الجواہر ۱/۳۲۰)

اسلئے شیخ عمر کو الامام ابن الامام اور البحر ابن البحر کے نام سے بھی ذکر کیا جاتا ہے، انھوں نے اپنے والد سے فقہ حاصل کی، ان کے شاگردوں میں صاحب محیط اور علامہ ابو محمد عمر بن محمد ابن عمر عقیلی ہیں، ان کی تصنیفات میں جامع صغیر کی مطول شرح بھی ہے اور فتاوی صُغری اور کُبری بھی ان کی تالیف ہیں .

صاحبِ ہدایہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے علم نظر وفقہ کو حاصل کیا اور انکے عمدہ نکتوں کو حاصل کیا، میری بہت عزت کرتے تھے، مجھ کو اپنے خاص اسباق میں خاص شاگردوں میں بیٹھاتے تھے لیکن مجھ کو ان سے اجازت حاصل کرنے کا اتفاق نہیں ہوا، البتہ ان کے کئی شاگردوں سے انکی روایتیں مجھے ملی ہیں، اللہ تعالی ان سب پر رحم فرمائے. (الجواہر ۱/۳۹۱)

ان کے بھائی احمد بن عبد العزیز کا ذکر پہلے ہو چکا ہے .

(۱۷)۔ عمر بن عبد المؤمن بن یوسف الکجو ادری البلخیؒ :

ابو حفص شیخ الاسلام صفی الدین متوفی ۵۵۹ھ، صاحب ہدایہ کی ۵۴۴ھ میں سفر حج کو جاتے ہوئے ان سے ملاقات ہوئی ، مکہ مکرمہ ، مدینہ منورہ پھر ہمدان تک ساتھ رہا ، صاحبِ ہدایہ نے ان سے حدیثیں پڑھیں اور مسائل میں مناظرہ کیا، فرماتے ہیں کہ شیخ زاہد

صفی الدین نے اجازت کیلئے شیخ امام نجم الدین عمر بن محمد نسفیؒ کی یہ نظم ہم کو سنائی ؎

أجزتُ لهم روايةَ مُستجازى ومَسموعى ومجموعى بشرطِه (الجواہرالمضیہ)

فلا يَدَعوا[1] دعائى بعد موتى و كاتبه أبو حفص بخطّه (۱/۳۹۲)

(۱۸)۔ عمر بن محمد بن احمد النسفی الامام الزاہد نجم الدین ابوحفصؒ :

آپ مفتی الثقلین سے مشہور تھے اسلئے کہ انسانوں کی طرح جنات کو بھی علم سکھاتے تھے، ۵۳۷ھ میں سمرقند میں انتقال ہوا، ولادت ۴۶۱ھ یا ۴۶۲ھ میں نَسَف میں ہوئی تھی.

آپ کے اساتذہ یہ ہیں: ابومحمد اسماعیل بن محمد تنوخی، ابوالیسر محمد بن محمد الحسین بزودی، ابوعلی حسن بن عبدالملک نسفی، منقول ہے کہ مکہ مکرمہ میں علامہ جاراللہ زمخشری کے یہاں گئے، دروازہ کھٹکھٹایا تو زمخشری نے پوچھا کون؟ فرمایا: عمر! زمخشری نے فرمایا: انصرِف، چلے جاؤ، شیخ عمر نے فرمایا: یا سیدی عمر لا ینصرف، جاراللہ نے کہا : اذا نُکّر صُرف .

شیخ کے اساتذہ کی تعداد بہت ہے، اس پر ایک کتاب تیار کی جس کا نام رکھا :

تعداد شیوخ عمر .

آپ کے تلامذہ میں عمر بن محمد بن عمر عقیلی، صاحبزادہ ابواللیث احمد بن عمر مجد نسفی شہید (جن کا ذکر ہوچکا)، ابوبکر احمد البلخی اور صاحب ہدایہ ہیں، صاحب ہدایہ نے اپنے مشیخہ کو انہی کے ذکر سے شروع کیا، ان کے بعد ان کے بیٹے کا تذکرہ کیا، فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ نجم الدین عمر سے سنا فرمارہے تھے کہ میں حدیث پانچ سو پچاس (۵۵۰) مشایخ سے روایت کرتا ہوں، میں نے ان پر ان کی بعض تصنیفات کو سنا، خصاف کی کتاب المسندات بھی سنی جو شیخ امام ظہیر الدین محمد بن عثمان نے پڑھی تھی، سمعانی نے فرمایا کہ فقیہ فاضل تھے، مذہب اور ادب کے جانکار تھے، فقہ و حدیث میں بہت سی کتابیں لکھیں، جامع صغیر کو نظم کیا .....اھ

ان کی یہ نظم فقہ میں پہلی منظوم کتاب سمجھی جاتی ہے ، ان کی تصنیفات سو کے قریب ہیں.

---

[1] كذا فى الاصل و لعل الصواب : فلا يَدَعوا

ابن نجار نے ان کی بڑی تعریف کی ہے، فرمایا کہ فقیہ، فاضل مفسر، محدث، ادیب، مفتی تھے، تفسیر، حدیث اور شروط میں کتابیں لکھیں، سمعانی نے ان کی کتابوں میں خطأ اور تغیر اور سقوط کی شکایت بھی کی ہے، لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ جمع وتصنیف میں مرزوق تھے اور مشہور تھے اور تصنیفات بھی بہت ہیں .

مولانا عبد الحئ نے ان کی تصنیفات میں یہ کتابیں لکھی ہیں :

(۱)۔ الاشعار بالمختار من الاشعار، بیس جلدوں میں (۲)۔ کتاب المشارع (۳)۔ کتاب القند فی علماء سمرقند، بیس جلدوں میں (۴)۔ تاریخ بخاری (۵)۔ ایک بڑی تصنیف التیسیر فی التفسیر بھی ہے (۶)۔ طلبۃ الطلبۃ، ہمارے اصحاب کی کتابوں میں آئے ہوئے الفاظ کی شرح میں (۷)۔ کتاب المواقیت. (دیکھئے الجواھر المضیہ ۱/۳۹۴و۳۹۵ والفوائد البہیہ ۱۴۹،۱۵۰)

عقائد نسفیہ کو جو شرح عقائد کا متن ہے کشف الظنون میں آپکی تصنیف بتایا ہے، لیکن فوائد بہیہ میں اسکو محمد بن محمد نسفی متوفی ۶۸۷ھ یا ۶۸۶ھ کی تصنیف بتایا ہے (فوائد بہیہ ۱۹۴) تفصیل کیلئے دیکھئے ظفر المحصلین ص ۲۲۸، اس میں کشف الظنون کی تائید کی ہے، اسلئے کہ عقائد نسفیہ کے شارح علامہ تفتازانی نے شرح میں ماتن کا نام عمر نجم الدین ہی بتایا ہے. واللہ اعلم

(۱۹)۔ عمر بن محمد بن عبداللہ البَسطامی ابوشجاع ضیاء الاسلامؒ:

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ بلخ کے بڑے مشایخ میں سے تھے، مجھے اپنی تمام مسموعات اور مستجازات کی عام اجازت لکھکر بھیجی تھی، مختلف علوم میں مہارت رکھتے تھے، عالی سندوں کے مالک تھے . (الجواہر المضیہ ۱/۳۹۶)

بَسطام باء کے فتحہ کے ساتھ فارس کے شہروں میں سے ایک شہر ہے [1] (ایضا ۲/۲۸۸)

---

[1] قرشی نے یہ بھی لکھا ہے کہ بِسطام کسرہ کے ساتھ ایک آدمی کا نام ہے لیکن ابن الاثیر نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ سب کسرہ کے ساتھ ہے اسلئے کہ یہ عجمی لفظ ہے، باء کے کسرہ کے ساتھ معروف ہے .
(الجواہر ۲/۲۸۸ و ۲۸۹)

فوائد بھیہ میں سمعانی سے نقل کیا ہے کہ بسطام قومس میں ایک گاؤں ہے، مشہور ہے، وہاں کے عمر بن محمد البسطامی ثم البلخی ہیں، انکے جد اعلی بَسطام کے تھے، بلخ میں آرہے، یہ بلخ میں پیدا ہوئے، فقیہ، حافظ، محدث، مفسر، ادیب، شاعر، کاتب، بہترین اخلاق والے تھے، ان سے میں نے مرو، بلخ، ہراۃ، بخاری اور سمرقند میں سنا، ان کی ولادت ذی الحجہ ۴۷۵ھ میں ہوئی تھی. (فوائد بھیہ ۱۵۰)

(۲۰)۔ فضل اللہ بن عمر ابوالفضل الاسفورقانی الامام الزاہدؒ:

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ موصوف ہمارے یہاں مرغینان تشریف لائے اور مجھکو اپنی مسموعات اور مجازات کی روایت کی عام اور مطلق اجازت عنایت فرمائی، اور اپنے ہاتھ سے لکھ دی، اور کسی کا یہ شعر بھی سنایا ؎

لبابِ فنائِها نفسی تخلَّتْ فتقرَعُه و خلَّتْ كلَّ باب (الجواہر المضیہ)
اذا ما لاحَ فی فَودَيک شَيب فلا تقرَع سوى باب المتاب (۴۰۵/۱)

خلّت أی ترکت، الفَود: جانب الرأس مما يلی الأذنين الی الأمام. (المنجد)

ترجمہ: میرا نفس اپنے فناء کے دروازہ کیلئے خالی ہوچکا ہے، ہر دروازہ کو چھوڑ کر اسی کو کھٹکھٹا رہا ہے، جب تمہارے سر کے کنارے میں بال کی سفیدی ظاہر ہوگئی تو توبہ کے دروازہ کے سوا کسی دروازہ کو مت کھٹکھٹاؤ.

(۲۱)۔ قیس بن اسحاق بن محمد بن امیرک ابوالمعالی المرغینانیؒ: متوفی ۵۲۷ھ

آپ سمرقند میں مقیم تھے، وہیں امام ابوحنیفہؒ کی فقہ حاصل کی، محمود بن عبداللہ جوزجانیؒ سے سنا اور ان سے ابوحفص عمر بن محمد بن احمد نسفیؒ نے روایت کیا، ابوسعد نے انساب میں انکا تذکرہ کیا اور فرمایا کہ امیر، امام، فاضل تھے، سمرقند میں رہے، وہیں جامع مسجد میں انتقال ہوا، روزے سے تھے، افطار کے متعلق بات کی اسکے بعد گزر گئے، اٹھا کر گھر لائے گئے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ میرے اور انکے درمیان رشتہ داری تھی، میں ان سے ملا مجھے یہ اشعار سنائے ؎

قُل للأمير أدام ربی عزَّه و أنا لَه من فضلِه مخزونه

انی جَنيتُ و لم يزَل نَبلُ الورى يهَبون للخُدّام ما يَجنونَه
من كان يَرجو عفوَ مَن هو فوقَه عن ذنبِه فليعفُ عمن دونه

کسی اور نے یہ شعر سنایا ؎

ولقد جمَعتَ منَ الذُنوب فنونَها فاجمَع منَ العفوِ الگريمِ فنونَه

الجواہر المضیہ ۴۱۴/۱

ترجمہ: ۱۔ امیر کے بارے میں یہ کہو: اے میرے رب اس کی عزت بڑھایئے اور اپنے فضل کے خزانہ سے اس کو عطا کیجئے.

۲۔ میں نے جرم کیا ہے اور گناہوں کو جمع کیا ہے اور شریف لوگ خدام کو ان کی چنی ہوئی چیزیں دیدیتے ہیں، (شاید استخدام سے کام لیا ہے. ۱۲ فضل)

۳۔ جو اپنے اوپر والے سے اپنے گناہوں کی معافی کی امید رکھتا ہوں اس کو چاہئے کہ اپنے نیچے والوں کو معاف کردے.

۴۔ تم نے طرح طرح کے گناہ جمع کئے تو ہر طرح کی کریم معافی کو بھی جمع کرو.

(۲۲)۔ محمد بن احمد بن عبداللہ الجادکی الامام الخطیب الزاھدؒ:

صاحب ہدایہ نے ان کا تذکرہ بھی اپنے مشیخہ میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہمارے یہاں رِشدان تشریف لائے تھے، میں نے ان کے سامنے کچھ حدیثیں پڑھی تھیں، انھوں نے مجھے اجازت بھی دی، صاحب ہدایہ نے یہ حدیث ان کی سند سے ذکر کی:

من قال بعدَ أن يُصلیَ الجمعةَ ((سبحان اللّٰه العظيم وبحمده)) مائة مرة غفر اللّٰه له مائةَ ذَنبٍ و لِوالدَيه أربعةً و عشرين ألفا. (الجواہر ۱۴/۲)

موصوف کو الخطیبی بھی کہتے ہیں. (ایضا ۲۹/۲)

(۲۳)۔ محمد بن ابی بکر بن عبداللہ ابوطاہر الخطیب البوسنجی الامام الزاھدؒ:

صاحب ہدایہ کو ان سے انکی تمام مرویات کی اجازت حاصل ہے، مرو میں ملاقات کے وقت بالمشافہہ اور اپنے ہاتھ سے لکھکر بھی عنایت فرمایا، مفسِر علی واحدی کی کتاب التفسیر الوسیط

بھی انہی میں سے ہے، وہ اسکو ابوالفضل محمد بن احمد ماھانی سے نقل کرتے ہیں اور ماھانی اسے واحدی سے نقل کرتے ہیں، صاحب ہدایہ نے ان سے ایک حدیث سند کے ساتھ سن کر نقل کی ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا مروی ہے : **ان لـلّـه ملَكا يُنادى كل صلوة** [۱] : **يـا بنى آدم قُوموا الى نيرانِكم الّتى أوقدتموها على أنفسكم فأطفؤها بالصلوة.**

ترجمہ : اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہر نماز کے وقت اعلان کرتا ہے کہ اے انسانو! اس آگ کی طرف اٹھو جو تم نے اپنے اوپر جلا رکھی ہے اس کو نماز کے ذریعہ بجھاؤ . (الجواہر المضیہ ۳۵/۲)

(۲۴)۔ محمد بن الحسن بن مسعود بن الحسنؒ :

موصوف کے والد ابن الوزیر سے مشہور تھے، (خوارزمی کہلاتے تھے ۲۰۴/۱)

صاحب ہدایہ نے اپنے مشیخہ میں اپنے ان استاذ کا ذکر خیر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مرو میں مجھے اپنی تمام مسموعات اور مستجازات کی بالمشافھہ اجازت دی اور اپنے ہاتھ سے لکھ بھی دیا، انہی میں امام طحاویؒ کی شرح معانی الآثار بھی ہے، سند ان کی یہ ہے: انکو (۲) امام ابوالفتح اسماعیل بن الفضل بن احمد بن الأجند نے خبر دی جو سراج سے معروف تھے، ان کو (۳) ابو الفتح منصور بن الحسین بن علی بن القاسمؒ نے، ان کو (۴) ابوبکر محمد بن ابراہیم بن عاصم نوبی حافظؒ نے، ان کو مصنف نے . (الجواہر ۴۶/۲)

اس طرح صاحب ہدایہ اور امام طحاویؒ کے درمیان چار واسطے ہوئے .

(۲۵)۔ محمد بن الحسین بن ناصر بن عبدالعزیز الیر سوخیؒ:

آپ کا لقب ضیاء الدین تھا، فوائد بھیہ میں آپ کی نسبت البَـنـدَنیـجی لکھی ہے اور بتایا ہے کہ بَندَنیج فرغانہ کا ایک شہر ہے . (فوائد بھیہ ۱۶۶)

اور یَرسوخ کے ضبط کے بارے میں الجواہر المضیہ کے آخر میں کچھ بتایا نہیں ہے، یہاں لکھا ہے کہ یرسوخ فرغانہ کا ایک شہر ہے .

---

[۱] **کذا فی الأصل و الصحیح : عند کل صلوة .** (فیض القدیر ۴۸۰/۲)

شیخ ضیاء الدین نے فقہ حاصل کیا امام علاء الدین ابوبکر محمد بن احمد سمرقندی صاحب تحفۃ الفقہاء سے جو علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی کے شیخ اور خسر ہیں، اور یہ کاسانی بدائع کے مصنف ہیں، اور نیز فقہ حاصل کیا مجد الائمہ ابوبکر محمد بن عبداللہ بن فاعل السُرخَکَتی [۱] سے بھی .

صاحب ہدایہ نے اپنے مشیخہ میں لکھا ہے کہ شیخ ضیاء الدین نے مجھے مرو میں ۵۴۵ھ میں اپنی مسموعات کی مشافھۃً اجازت دی اور اپنے ہاتھ سے لکھ بھی دیا، ان کی مسموعات میں صحیح مسلم بھی ہے، شیخ ضیاء الدین کی سند یہ ہے :

عن محمد بن الفضل الفُراوى بنيسابور ۵۲۵ه عن أبى الحسن عبد الغافر الفارسى ۴۴۸ه عن الجلودى ۳۶۵ه عن ابراهيم بن محمد بن سفيان الفقيه عن مسلم رحمهم الله . (الجواہر المضیہ ۵۱/۲)

صاحب ہدایہ اور امام مسلم کے درمیان پانچ (۵) واسطے ہوئے .

فوائد بہیہ میں ابراہیم کا نام ساقط ہوگیا ہے . (دیکھئے فوائد ۱۶۶)

(۲۶)۔ محمد بن سلیمان ابوعبداللہ الأوشی شیخ الاسلامؒ :

نصیر الدین بھی آپ کا لقب تھا، ، اُوش فرغانہ کا ایک شہر ہے، آپ بڑے زاہد تھے، صاحب ہدایہ نے اپنے مشیخہ میں ان کا ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے کہ اپنی مسموعات کی روایت کی اجازت اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجی تھی . (الجواہر المضیہ ۵۷/۲ و ۲۸۵/۲)

(۲۷)۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی توبہ الـخـطـیـب الکُشمیھنی [۲] المروزی ابوالفتح :

صاحب ہدایہ کو مرو میں ۵۴۵ھ میں اجازت دی، صحیح بخاری کا اکثر حصہ ان پر پڑھا اور

---

[۱] سُرخَکَت کی طرف نسبت ہے جو سمرقند میں ایک گاؤں ہے . (الجواہر ۳۱۵/۲)

[۲] کُشمِیهَنی: مرو کا ایک گاؤں تھا جو بقول سمعانی ویران ہوگیا (الجواہر ۳۴۱/۲)، قُرشی نے یہاں میم کا کسرہ بتایا ہے لیکن شیخ محمد زکریاؒ نے مقدمۂ لامع (ص ٦٦) میں میم کا فتحہ لکھا ہے اور کُشماھَنی بھی لکھا ہے .

بقیہ کی اجازت دی، صاحب ہدایہ نے ان کی سند اس طرح ذکر کی ہے:

(۲) وقال (كُشميهنى) أخبرنا به أبو الخير محمد بن موسى بن عبد الله الصفار المروزى المعروف بأبى الخير ٤٧١ھ (۳) أخبرنا أبو الهيثم محمد بن بكر بن محمد الكُشمِيهَنى ٣٨٨ھ (٤) قال أخبرنا أبو عبد الله محمد بن يوسف بن مطر الفربرى قرء اةً عليه ٣١٠ھ أخبرنا أبو عبد الله محمد بن اسماعيل البخارى ٢٥٢ھ و كان اماماً زاهداً رحمه الله . (الجواهر ۷۶/۲)

اس طرح امام بخاریؒ اور صاحب ہدایہ کے درمیان چار (۴) واسطے نظر آرہے ہیں، اور امام بخاریؒ کو امام زاہد بھی لکھ رہے ہیں، جزاھم اللہ خیرا

(۲۸)۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن احمد ابوعبداللہ البخاریؒ :

آپ کا لقب الزاہد العلاء تھا، آپ نے ابونصر احمد بن عبدالرحمٰن رِیغذَمُونی ۱؎ سے فقہ وحدیث حاصل کیا، صاحب ہدایہ آپ کے شاگردوں میں ہیں، آپ کا تذکرہ اپنے مشیخہ میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ اپنی تمام صحیح مسموعات، مستجازات اور تصنیفات کی روایت کی بالمشافہہ اجازت دی اور اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھی دیا، سمعانی نے فرمایا کہ موصوف فقیہ، فاضل، مفتی، مذاکر، اصولی، متکلم تھے، کہا گیا کہ تفسیر میں ایک کتاب ہزار جزو سے زیادہ آخر عمر میں املاء کرائی، وفات ۵۴۶ھ میں بخاری میں ہوئی. رحمہ اللہ تعالیٰ. (الجواہر ۶۷/۲)

(۲۹)۔ محمد بن عمر بن عبدالملک بن عبدالعزیز الصفارؒ :

ولادت ۱۷/ صفر ۴۶۷ھ میں ہوئی اور وفات رمضان ۵۵۴ھ میں ہوئی، موصوف بخاری کے تھے، صاحب ہدایہ نے ان سے سنا اور اپنے مشیخہ میں ان کا تذکرہ کیا، موصوف نے صاحب ہدایہ کو اجازت بھی دی.

۱؎ رِیغذَمونی: بالذال المعجمہ، بخاری کا ایک گاؤں ہے. (الجواہر ۷۳/۱)

سمعانیؒ فرماتے ہیں کہ موصوف فقیہ، اچھی سیرت اور اچھے معاملہ والے تھے،

۱۔ بکر بن محمد بن علی زَرَنجری ابوالفضل تلمیذ حَلوانی ۲۔ اور قاضی ابوالحسن بن عبدالملک نسفی سے سنا، شیخ بکر بن محمد کیلئے املاء بھی کراتے تھے.

طحاویؒ کی شرح آثار (شرح امانی الآثار) (۱) قاضی امام ابوبکر ۱؎ محمد علی بن الفضل زَرَنجری سے ۵۰۱ھ میں سنی، انھوں نے (۲) استاذ شیخ الائمہ ابومحمد عبدالعزیز بن احمد حلوانی سے، انھوں نے (۳) رئیس ابوبکر محمد بن حمدان سویجی سے، انھوں نے (۴) ابراہیم محمد بن سعد بن ابراہیم نوحی بریدی ۲؎ سے، انھوں نے امام طحاویؒ سے سنی. رحمہم اللہ تعالیٰ. (الجواہر المضیہ ۱۰۳/۲)

اس طرح صاحب ہدایہ اور امام طحاوی کے درمیان پانچ (۵) واسطے ہوئے.

(۳۰)۔ محمد بن محمد بن الحسن منہاج الشریعہؒ :

آپ علی الاطلاق امام الائمہ تھے، صاحب ہدایہ نے ان سے فقہ حاصل کی، فرماتے ہیں کہ میری آنکھوں نے آپ سے زیادہ باعزت، صاحب فضل کسی کو نہیں دیکھا، نہ کسی کو آپ سے زیادہ علم والا، نہ کسی کو آپ سے زیادہ کشادہ سینہ والا، نہ کسی کو آپ سے زیادہ برکت والا دیکھا،

۱؎ قاضی امام ابوبکر ...الخ : صحیح بکر بن محمد بن علی معلوم ہوتا ہے، اسلئے کہ الجواہر المضیہ میں حروف تہجی کی ترتیب سے علماء کا تذکرہ کیا ہے، ان کا تذکرہ باب من اسمہ بکر کے تحت کیا ہے ۱۷۱/۱، اسی طرح الفوائد البھیہ میں بھی ان کا تذکرہ بکر بن محمد کے نام سے ہے دیکھئے ص ۵۶. فضل الرحمٰن

۲؎ جواہر مضیہ میں یہاں اسی طرح نام لکھے ہوئے ہیں، لیکن ۱۷۲/۲ پر زَرَنجری کا نام بکر بن محمد بن علی بن الفضل ابوالفضائل شمس الائمہ لکھا ہے، حلوانی کو شیخ الائمہ کے بجائے شمس الائمہ لکھا ہے، محمد بن حمدان کی نسبت صحیح السُوَیخَنی ہے، سُوَیخَن کی طرف نسبت کرکے جو بخاری کا ایک گاؤں ہے اور نام محمد بن عمران بن حمدان ہے.
(جواہر ۳۱۹/۲)

اور امام طحاوی کے شاگرد کا نام ۱۰۱/۲ پر محمد بن حمدان کے ذکر میں ابوابراہیم محمد بن سعید بن ابراہیم الیَزیدی لکھا ہے اور ۳۱۸/۱ پر امام حلوانی کے تذکرہ میں ابوابراہیم محمد بن سعد الترمذی لکھا ہوا ہے فلیُحقّق.
حلوانی کو حاء کے فتحہ کے ساتھ اور آخر میں نون کے ساتھ لکھا ہے ص ۳۱۸. فضل الرحمٰن اعظمی

جو بھی آپ کا شاگرد بنا وہ اپنے ہمسروں پر فائق ہوا اور یکتائے زمانہ بنا، میں نے شروع میں اور جوانی میں ان سے پڑھا اور برابر انکے علمی سمندر سے استفادہ کرتا رہا، حتی کہ ۵۳۵ھ تک انکے انوار علم سے مستنیر ہوتا رہا، ان سے میں نے بہت سی کتابوں پر تعلیقات لکھیں، مثلاً جامع کبیر، جامع صغیر، زیادات، اور اختلاف کا طریقہ اور اکثر بڑی کتابیں، خصاف کی ادب القاضی اور وہ خبریں اور حدیثیں جن پر کتاب مشتمل ہے۔

مجھے میرے استاذ محمد بن محمد بن الحسن رحمہ اللہ نے یہ اشعار بھی سنائے :

علیک باقلال الزیارة انها   تکون اذادامت الی الهجر مَسلکا   (الجواہر)

ألم تر أن القطرَ یُسامُ دائبا   و یُسأ لُ بالأیدی اذا هو اَمسکا   (۱۱۵/۲)

ترجمہ: زیارت کم کیا کرو، جب زیادہ ہوتی ہے تو جدائی کا سبب بنتی ہے، کیا دیکھتے نہیں کہ بارش جو ہوتی رہتی ہے تو اس سے اکتا جاتے ہیں اور رک جاتی ہے تو اس کیلئے ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں یعنی دعائیں کی جاتی ہیں۔

(۳۱)۔ محمد بن محمود بن علی العلامہ ابوالرضاء الطرازی سدید الدینؒ :

بخاری میں ۴۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں عبدالعزیز بن عمر بن مازہ سے علم فقہ حاصل کیا، بکر بن محمد زَرَنجَری [1] وغیرہ سے حدیث سنی، فاضل محقق تھے، ۵۷۰ھ کے قریب انتقال ہوا۔

صاحب ہدایہ نے اپنے مشیخہ میں ان کا تذکرہ کیا اور لکھا کہ بخاری میں مجھ کو اجازت دی۔ (الجواہر المضیہ ۱۳۱/۲)

---

[1] زَرَنجَری: زاء اور راء کے فتحہ کے ساتھ اور نون کے جزم اور جیم کے فتحہ کے ساتھ، آخر میں راء ہے، زَرَنجَر کی طرف نسبت ہے جو بخاری کا ایک گاؤں ہے، اس کو زَرنگر بھی کہا گیا ہے۔ (الجواہر ۳۱۲/۲)

صاحب ہدایہؒ کا فضل وکمال

فضل وکمال : ان اصحابِ فضل وکمال کی صحبتِ بابرکت سے صاحب ہدایہ میں بہت سے کمالات پیدا ہوگئے تھے، آپ نے دیکھا ان میں کیسے پایہ کے لوگ ہیں، کوئی شیخ الاسلام ہے، کوئی فقہ میں وقت کا امام ہے، کوئی بہت سے اساتذہ سے حدیث کی اجازت رکھتا ہے، کوئی زہد وتقوی کا امام ہے، کوئی بڑی تفسیر کا مصنف ہے، کسی کی اشعار میں ضخیم کتاب ہے، کوئی قاضی ہے، کوئی خطیب ہے، الغرض مختلف کمالات کے جامع اساتذہ سے استفادہ کر کے علی مرغینانیؒ بھی جامع کمالات ہوگئے تھے۔

مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلیؒ نے آپ کے فضل وکمال کی تصویر اس طرح کھینچی ہے :

" صاحب الهداية كان اماماً فقيهاً حافظاً محدثاً مفسراً جامعاً للعلوم ضابطاً للعلوم مُتقناً محققاً نظاراً مُدَقّقاً زاهداً ورعاً بارعاً فاضلاً ماهراً أصولياً أديباً شاعراً، لم تر العيونُ مثلَه فى العلم والأدب، و له اليد الباسطة فى الخلاف و الباعُ المُمتدُّ فى المذهب ". (الفوائد البهية ص ۱۴۱)

صاحبِ ہدایہ کے استاذ حسام الدین عمر بن عبدالعزیز الصدر الشہید بحر بن بحر آپکی بہت عزت کرتے تھے اور اپنے خاص اسباق میں خاص شاگردوں میں بٹھاتے تھے، کما مر

اسی طرح شیخ الاسلام علی بن محمد اسبیجابی سمرقندیؒ نے بھی آپکو افتاء کی تحریری اجازت دیتے ہوئے آپ کی بہت تعریف لکھی، جیسا کہ ان کے تذکرہ میں یہ بات گزر چکی ہے۔

آپکے ہم عصروں میں سے بھی کئی ایک نے آپکے فضل وکمال کا اعتراف کیا، جیسے :

(۱)۔ امام فخر الدین حسن بن منصور قاضیخان متوفی ۵۹۲ھ (۲)۔ صاحب محیط وذخیرہ شیخ محمود بن احمد بن عبد العزیز بن عمر بن مازہ (۳)۔ شیخ زین الدین عتابی احمد بن محمد

متوفی ۵۸۶ھ، اور (۴)۔ صاحبِ فتاوی ظہیریہ شیخ ظہیر الدین محمد بن احمد بخاری متوفی ۶۱۹ھ وغیرہم . (الفوائد البھیہ ۱۴۱)

ایک اہم فائدہ : صاحبِ ہدایہ کے اساتذہ کے کسی قدر تفصیلی تذکرہ سے معلوم ہوگیا کہ موصوف کو جس طرح فقہ کی تحصیل کا اہتمام تھا، اسی طرح حدیث کی تحصیل کا بھی اہتمام تھا اور سند کے ساتھ اجازت کی تحصیل کیا کرتے تھے اور اسکو اپنے مشیخہ میں ذکر بھی کیا ہے .

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے نصب الرایہ کی تلخیص الدرایہ کے نام سے کی ہے، اس کے ایک نسخہ کے شروع میں حافظ ہی کے قلم سے ایک تحریر ملی ہے، شیخ محمد عوامہ حفظہ اللہ نے اسکو نصب الرایہ کے مقدمہ میں شائع کیا ہے، ہم بھی اس کو نقل کرنا مفید سمجھتے ہیں، یہ حافظ ابن حجر شافعیؒ کی شہادت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحبِ ہدایہ محدث تھے، محدثین سے حدیث کی تحصیل کا اہتمام کیا تھا، و الفضل ما شهدت به الأعداء . حافظ لکھتے ہیں :

" هو الشيخ الامام برهان الدين أبو الحسن على بن أبى بكر بن عبد الجليل بن أبى بكر الرِشدانى كان اماما عالِما مقدما فى الفنون ، تفقه على ....

.... (بياض سطر و نصف)

وقد سمع الحديث على جماعةٍ خرّج له عنهم حُسام الدين حسين بن على بن حجاج السِغناقى مشيخةً [1] وقفتُ عليها .

فمنهم أبو الأسعد القُشيرى هبةُ الرحمن بن عبد الواحد بن الأستاذ أبى القاسم ، سمع عليه صحيح البخارى بِسماعِه من الحفص أخبرنا الكُشميهنى أخبرنا الفِربرى عنه .

ومنهم أبو البركات عبد الله بن محمد الفضل الفرادى، حدّث عنه بالاجازة و

---

[1] سِغناقی کا یہ مشیخہ بظاہر صاحب ہدایہ کے اپنے مشیخہ کے سوا ہے جس کا ذکر الجواہر المضیہ ۱/۳۸۴ میں ہے (شیخ محمد عوامہ)، بلکہ جواہر میں بہت سی جگہ ہے . (فضل الرحمٰن)

مروياته شهيرةٌ ، منها "صحيح مسلم" عن الفارسى عن الجلودى عن ابن سفيان عنه .

و منهم الحسن بن أحمد السمرقندى ، سمع منه " معانى الأخبار" لأبى بكر الكلاباذى ، قال أخبرنا على بن أحمد بن خنباج عن مصنفه سماعاً .

و منهم أبو العلاء محمد بن محمود الغزنوى ، سمع منه بنيسابور قدِمَ عليهم رسولاً من غَزنَة سنة ٥٤٤ ، قال : و كان نسيجَ وحده فى العلم ، و له البصائر فى التفسير ، ولوالده أبى القاسم محمود بن أبى الحسن كتاب "ايجاز البيان فى اعجاز القرآن" .

ومنهم عمربن أبى الحسن محمد بن عبدالله البَسطامى من كبارمشايخ بلخ.

و منهم سيف الدين عثمان بن أبى جعفرمحمد بن ابراهيم بن على ، من مشايخ فرغانةَ ، يروى عن أبيه عن لقمان بن حكيم عن أبى الليث السمرقندى "كتاب التفسير" له و" التنبيه" و" البستان" .....

و منهم نصر الدين محمد بن سليمان الأُوشى ، سمع غريبَ الحديث لابن قتيبة على محمد بن عقيل ، أخبرنا الأستاذ عمر بن نعيم ، أخبرنا على بن أحمد الخزاعى ، أخبرنا الهَيثَم بن كُلَيب عنه .

و منهم الامام نجم الدين عمر بن محمد بن أحمد النسفى ، يروى عنه عن صدر الاسلام محمد بن محمد بن الحسين بن عبد الكريم ، أخبرنا أبى ، أخبرنا جدى عن أبيه عبد الكريم عن الامام أبى منصور محمد بن محمد بن محمود الماتُريدى السمرقندى . انتهى ما كتبه الحافظ رحمه الله .

(مقدمه نصب الراية للشيخ محمد عوامه حفظه الله ص ٣٣٢)

اس سے معلوم ہوا کہ صاحب ہدایہ کو حدیث کی تحصیل و روایت سے تعلق تھا اور وہ

محدث تھے جیسا کہ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے ۔

صاحب ہدایہ کا عالی مقام

محقق احمد کمال پاشا رومی متوفی ۹۴۰ھ نے فقہاء کے سات طبقات بیان کئے ہیں، علامہ شامی نے مختصراً ان کو یوں بیان کیا ہے :

(۱)۔ مجتہدین فی الشرع کا طبقہ: جیسے ائمہ اربعہ اور انکی طرح جن لوگوں نے اصول کے قواعد بنائے ۔

(۲)۔ مجتہدین فی المذہب کا طبقہ: جیسے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ کے دوسرے تلامذہ جو امام صاحب کے بنائے ہوئے قواعد پر احکام کی تخریج دلائل سے کرتے ہیں، یہ فروع کے بعض احکام میں اپنے استاذ سے اختلاف کرتے ہیں لیکن اصول میں امام کی تقلید کرتے ہیں [۱] اسی سے ان ائمہ سے الگ ہو جاتے ہیں جو مذہب میں امام اعظمؒ کے خلاف ہیں جیسے امام شافعیؒ وغیرہ جو اصول میں امام صاحبؒ کی تقلید نہیں کرتے اور احکام میں اختلاف کرتے ہیں ۔

(۳)۔ مجتہدین فی المسائل کا طبقہ: جیسے خصاف، ابو جعفر طحاوی [۲] ابوالحسن کرخی، شمس الائمہ حلوانی، شمس الائمہ سرخسی، فخر الاسلام بزدوی، فخر الدین قاضی خاں وغیرہم، یہ لوگ اصول و فروع کسی چیز میں مخالفت نہیں کرتے، جن مسائل میں صاحبِ مذہب سے کوئی نص نہیں ان میں اصول و قواعد کے مطابق مسائل کا استنباط کرتے ہیں ۔

(۴)۔ اصحابِ تخریج مقلدین کا طبقہ جیسے جصاص رازی وغیرہ، یہ لوگ اجتہاد پر بالکل قادر

---

[۱] صاحبین رحمہم اللہ کو مذکورہ معنی میں مجتہد فی المذہب کہنا صحیح نہیں معلوم ہوتا، صاحبین کو اصول میں بھی امام ابو حنیفہؒ سے بہت اختلاف ہے، جیسا کہ اصول فقہ کی کتابوں سے ظاہر ہے، اس موضوع پر علامہ محمد زاہد کوثریؒ نے حسن التقاضی میں اور مولانا عبدالحئیؒ فرنگی محلیؒ نے النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر للامام محمدؒ میں اور شیخ شہاب الدین مرجانیؒ نے ناظورۃ الحق میں بحث کی ہے، ہم نے سیرت امام ابو یوسف میں اس پر بحث کی ہے. فضل الرحمٰن اعظمی
حسن التقاضی کا اردو ترجمہ مرتب کتاب ہذا دام مجدہ کے قلم سے طبع ہو چکا ہے، دیکھئے ص ۱۲۲ تا ۱۳۸ . (عتیق)

[۲] ابو جعفر طحاویؒ جزئیات میں کبھی اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ شرح معانی الآثار سے ظاہر ہے. فضل الرحمٰن

نہیں لیکن اصول و مآخذ پر قابو یافتہ ہونے کی وجہ سے ان کو یہ قدرت ہوتی ہے کہ کوئی مسئلہ امام اعظمؒ سے یا ان کے شاگردوں میں سے کسی سے منقول ہو اور وہ مجمل ذو وجہین ہو یا مبہم محتمل الامرین ہو تو یہ لوگ اس کی تفصیل کرتے ہیں، اصول میں غور و فکر کرتے ہیں اور مشابہ فروع میں نظر کر کے قیاس کرتے ہیں، ہدایہ میں کہیں کہیں آیا ہوا ہے **کذا فی تخریج الکرخی و تخریج الرازی** یہ اسی قبیل سے ہے ۔

(۵)۔ اصحابِ ترجیح مقلدین کا طبقہ: جیسے ابوالحسن قدوری، صاحبِ ہدایہ وغیرہ، انکا کام بعض روایات کو بعض پر ترجیح دینا ہے، جیسے کہتے ہیں: ھذا اولی، ھذا اصح روایۃً، ھذا ارفق للناس ۔

(۶)۔ اصحابِ تمییز مقلدین یہ لوگ اقوی اور قوی، ضعیف اور ظاہر مذہب اور نادر روایتوں کے درمیان تمییز کرتے ہیں، جیسے متاخرین اصحاب متون، مثلاً صاحب کنز، صاحب در مختار، صاحب وقایہ، صاحب مجمع، انکا کام یہ ہے کہ مردود اقوال اور ضعیف روایتیں نہ ذکر کریں ۔

(۷)۔ مقلدین کا وہ طبقہ جو اِس طرح کا کوئی کام نہ کر سکے ۔ (ردالمحتار ۱/۵۳و۵۴)

بلکہ رطب و یابس سب جمع کرتے ہیں ، **فویلٌ لهم و لِمَن قلّدَهم كُلَّ الويل .**

(مناقب امام اعظمؒ فی ذیل الجواہر المضیہ : ملا علی القاری ۲/۵۵۸)

ابن کمال پاشا پر مولانا عبد الحئیؒ صاحبؒ کا اعتراض

مولانا عبد الحئیؒ صاحبؒ الفوائد البھیہ کے حاشیہ التعلیقات السنیہ میں لکھتے ہیں کہ ابن کمال پاشا نے صاحب ہدایہ کو اصحاب ترجیح میں ذکر کیا ہے جنکا کام بعض روایات کو بعض پر ترجیح دینا ہے، اس پر اعتراض کیا گیا کہ صاحب ہدایہ کا مقام قاضی خاں سے کم نہیں، دلائل کے نقد اور مسائل کے استخراج میں صاحب ہدایہ کو بڑی شان حاصل ہے، اسلئے صاحب ہدایہ اجتہاد فی المذہب کے زیادہ حقدار ہیں، اور ان کو مجتہدین فی المذہب میں شمار کرنا ہی عقل سلیم کے زیادہ قریب ہے ۔ (فوائد بھیہ ۱۴۱)

مولانا عبدالحئیؒ کی رائے سے اختلاف

مولانا عبدالحئی صاحب کی یہ بات تو صحیح ہے کہ صاحب ہدایہ کا مقام قاضی خاں سے کم نہیں، خود قاضی خاں نے صاحب ہدایہ کی تعریف کی ہے اور یہ اعتراف کیا ہے کہ صاحب ہدایہ کو اپنے زمانہ کے شیوخ پر تفوق اور برتری حاصل ہے، یہ بات شیخ شہاب الدین مرجانی متوفی ۱۳۰۶ھ نے بھی اپنی کتاب " **ناظورة الحق فی فریضة العشاء و ان لم یغب الشفق** " میں لکھی ہے .

لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صاحب ہدایہ کو مجتهد فی المذہب میں داخل کیا جائے، اسلئے کہ ان میں صاحبین ہیں، صاحب ہدایہ ظاہر ہے کہ صاحبین کے درجہ کے نہیں، اور اگر صاحبین کو ان کی مثال میں پیش کرنا صحیح نہ مانا جائے تو بھی مجتهد فی المذہب کی جو تعریف ابن کمال نے کی ہے وہ صاحب ہدایہ پر صادق نہیں، صاحب ہدایہ تو اصول و فروع دونوں میں فقہ حنفی کے تابع ہیں، کسی میں اختلاف نہیں کرتے، اسلئے اجتہاد فی المذہب کا درجہ صاحب ہدایہ کو کیسے مل سکتا ہے ؟

زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ صاحب ہدایہ کو مجتهد فی المسائل کے طبقہ میں لے جائیں جس میں قاضی خاں ہیں، یا قاضی خاں کو نیچے لائیں اور اصحاب ترجیح میں شمار کریں.

ہدایہ کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب ہدایہ تخریج کا کام بھی خود انجام نہیں دیتے بلکہ کرخی اور رازی کی تخریج ذکر کرتے ہیں، اور ترجیح کے الفاظ مثلاً اوفق، ارفق للناس، اصح، اولی وغیرہ الفاظ ہدایہ میں کثرت سے پائے جاتے ہیں اسلئے اصحاب ترجیح میں شمار کرنا درست ہے.

کشف الظنون میں ہے: کہ قدیم فقہاء جو دوسری اور چوتھی صدی ہجری کے درمیان ہوئے ان میں اجتہاد اور ترجیح کا پہلو غالب ہے، اور متاخر فقہاء جو چوتھی صدی ہجری کے بعد ہوئے ان میں صرف ترجیح ہی کا پہلو وصف غالب کی حیثیت رکھتا ہے. (کشف الظنون نمبر ۱۲۸۳ علم الفقہ)

اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ تیسرا، چوتھا، پانچواں یہ تینوں طبقات قریب قریب ہیں، سب

ترجیح کا کام کرتے ہیں، کبھی تخریج بھی کر لیتے ہوں گے اور جدید پیش آمدہ مسائل میں اصول و قواعد کی روشنی میں استنباط بھی. واللہ تعالی اعلم

(اور دیکھئے مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ کا رسالہ: ہدایہ اور صاحب ہدایہ ص ۳۷)

صاحب ہدایہ کے تلامذہ اور مسترشدین

تلامذہ : علامہ عبدالقادر قرشیؒ لکھتے ہیں کہ **تفقه علیه الجمّ الغفیر .**

آپ سے ایک بڑی جماعت نے فقہ میں کمال پیدا کیا، اور جن لوگوں نے بہت فائدہ اٹھایا اور فراغت حاصل کی اور ہدایہ کو لوگوں کیلئے روایت کیا ان میں سے شمس الائمہ محمد بن عبد الستار الکردری[1] ہیں. (الجواہر ۱/۳۸۳)

بلکہ انھوں نے ہی سب سے پہلے صاحبِ ہدایہ سے اس کو پڑھا جیسا کہ سعدی نے عنایہ کے حاشیہ میں لکھا ہے. (مقدمۂ ہدایہ از مولانا عبدالحئی لکھنویؒ ص۲)

دوسرے تلامذہ یہ ہیں :

(۱)۔ جلال الدین محمود بن الحسین الأسترُوشنی[2] جو الفصول الأستروشنیہ کے مصنف مفتی محمد کے والد ہیں.

(۲)۔ برہان الاسلام زَرنوجی: جو تعلیم المتعلم کے مصنف ہیں، (یہ ایک نفیس کتاب مانی گئی ہے). (فوائد بهیہ ۵۴ و ۱۴۲)

---

[1] کَردَر : جعفر کے وزن پر ہے، جیسا کہ مقدمۂ ہدایہ کے حاشیہ ص ۲ میں ہے، خوارزم میں ایک گاؤں ہے. (الجواہر المضیہ ۲/۳۴۱)

[2] الأُسترُوشَنی : بضم الألف وسكون السين المهملة و ضم الراء و سكون الواو و فتح الشين المعجمة و فی آخرها النون، نسبة الى أُسترُوشنة بلدة كبيرة وراء سمرقند من جيحون. (الجواهر ۲/۲۸۲)

(۳)۔ محمد بن علی بن عثمان قاضی القضاۃ سمرقندی : یہ مرو کے قاضی محمد بن ابی بکر کے جدامجد ہیں، صاحب ہدایہ سے فقہ کے ماہر بنے، مفتی حافظِ روایت تھے، مشہور تھے. (الجواہر۲/۹۴)

(۴)۔ المحبر بن نصر ابو الفضائل الامام فخر الدین الدھستانی : صاحب ہدایہ سے فقیہ بنے، ۶۰۵ھ میں انتقال ہوا. (الجواہر ۲/۱۵۱)

(۵)۔ عمر بن محمود بن محمد القاضی الامام، صاحب ہدایہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرے پاس رِشدان سے آئے اور خوب جم کر ایک مدت تک پابندی سے حاضری دی، جب جانے لگے تو کچھ اشعار لکھ کر بھیجے، پھر وہ اشعار ذکر کئے [1] (الجواہر ۱/۳۹۹)

(۶و۷و۸) صاحب ہدایہ کے تینوں صاحبزادے (الفوائد۱/۱۴۲)، انکے نام یہ ہیں :

۱۔ شیخ الاسلام محمد جلال الدین ابوالفتح الفرغانی، علم وادب حاصل کیا، مذہب کے اپنے وقت کے سردار مانے گئے، اہل زمانہ نے انکے علم وفضل اور فوقیت کا اعتراف کیا. (فوائد ۱۸۲)

۲۔ شیخ الاسلام عماد الدین الفرغانی، اپنے والد صاحبِ ہدایہ اور قاضی ظہیر الدین بخاری سے علم حاصل کیا، فتاوی میں اپنے دونوں بھائیوں کی طرح مرجع تھے، ادب القاضی آپ کی تصنیف ہے، آپ فصول عمادیہ کے مصنف کے والد ہیں. (الفوائد البہیہ ۱۴۶)

فصول عمادیہ کے مصنف عبدالرحیم زین الدین ہیں، فصول میں صاحبِ ہدایہ کو اپنا جد لکھتے ہیں. (ایضا ۹۴)

---

[1] ان اشعار سے صاحب ہدایہ کا طلبہ کی نگاہ میں عالی مقام ہونا ظاہر ہوتا ہے، نقل کرنا مفید معلوم ہوتا ہے، وہ یہ ہیں (الجواہر المضیہ ۱/۳۹۹)

أیا ذا الذی فاق الأنامَ جمیعَها   و حازَ أسالیبَ العُلی و المحامدِ
و أنت عدیم المثل لا زِلتَ باقیا   وأنت جمیع الناس فی ثوب واحدِ
و أنت الذی علَّمتَنی سُورَ العُلی   و أنت الذی ربّیتنی مثلَ والدِ
أریدُ ارتحالاً من ذراک ضرورة   فهل منک اذنٌ یا کبیرَ الأَماجدِ
فان طال الباث الغریب ببلدة   فلا بدَّ یوما أن یکونَ بعائدِ

۳۔ شیخ الاسلام عمر نظام الدین الفرغانی، اپنے بھائی جلال الدین محمد کی طرح اپنے والد صاحب ہدایہ سے فقہ حاصل کی اور فتاوی میں لوگوں کے مرجع بنے، آپ کی تصنیفات جواہر الفقہ، الفوائد وغیرہ ہیں. (الفوائد البہیہ ۱۴۹)

نوٹ : فوائد بھیہ میں ایسا ہی ہے لیکن مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ کا ارشاد یہ ہے کہ صاحبِ ہدایہ کے صرف دو ہی صاحبزادے تھے، محمد اور عمر جیسا کہ الجواہر المضیہ ۱/۳۸۴ میں ہے، اور ۲/۹۹ پر ہے کہ محمد کا لقب عماد الدین ہے. اھ مولانا عبدالحئی صاحبؒ سے سہو ہوا کہ ایک تیسرے صاحبزادے کو ذکر کیا جن کا نام ابوالفتح جلال الدین محمد بتایا، محمد تو انہی کا نام ہے جو عماد الدین کے لقب سے مشہور ہیں. (ہدایہ اور صاحب ہدایہ ص ۳۸) فلیحقق

صاحبِ ہدایہ کی تصانیف

﴿۱﴾ **بدایۃ المبتدی** : اس کتاب میں امام محمدؒ کی جامع صغیر اور قدوری کے مسائل کو جمع کیا، بعض جگہوں پر اپنی طرف سے کچھ اضافہ بھی کیا، اسکا نام بدایۃ المبتدی رکھا، برکت کیلئے ترتیب جامع صغیر والی اختیار کی، فرمایا اگر اس کتاب کی شرح کی توفیق ملی تو اس کا نام کفایۃ المنتہی رکھوں گا، چنانچہ متن تیار ہونے کے بعد اسکی شرح لکھی اور اسکا نام سابق ارادہ کے مطابق کفایۃ المنتہی رکھا.

﴿۲﴾ **کفایۃ المنتهی** : یہ بدایۃ المبتدی کی شرح ہے، بدایۃ المبتدی مختصر متن ہے، اور کفایۃ المنتہی نہایت مفصل شرح، اسم با مسمی جو منتہی کیلئے بھی کافی ہو، اسّی (۸۰) جلدوں میں تھی اس کا اب پتہ نہیں، معلوم نہیں موجود ہے کہ نہیں، صرف تذکرہ کی کتابوں میں تذکرہ ملتا ہے، اسی کتاب کا خلاصہ ہدایہ ہے.

﴿۳﴾ **نشر المذاهب**

﴿۴﴾ **مناسک الحج**

﴿۵﴾ **کتاب المنتقی یا منتقی الفروع**

﴿۶﴾ **مجموع النوازل** : بعض لوگ اسی کو **مختارات النوازل** کہتے ہیں ۔

﴿۷﴾ **مختار الفتاوی** : یہ مجموع النوازل کے سوا ہے ۔

﴿۸﴾ **کتاب الفرائض یا فرائض العثمانی** : یہ کسی شیخ عثمان کی تصنیف تھی، صاحب ہدایہ نے اس میں اضافہ کرکے مفید بنایا، اصل مصنف کی طرف نسبت کرتے ہوئے فرائض عثمانی کا نام دیا، اس کی کئی شرحیں لکھی گئیں ہیں ان میں معروف شیخ منہاج الدین ابراہیم بن سلیمان السرالی کی شرح ہے. (کشف الظنون ۱۲۵۰/۲۔۱۲۵۱)

﴿۹﴾ **التجنیس و المزید** : اس کتاب میں متاخرین فقہاء کے فقہی اجتہادات اور استنباطات ذکر کئے ہیں جو متقدمین کے یہاں نہیں ملتے ، یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کے استاذ حسام الدین عمر ابن عبد العزیز بن عمر بن مازہ کی فقہی تحقیقات کا تتمہ اور تکملہ ہے ۔

(کشف الظنون ۳۵۳/۲)

﴿۱۰﴾ **شرح الجامع الکبیر** : امام محمدؒ کی فقہ کے موضوع پر لکھی ہوئی عظیم کتاب الجامع الکبیر ہے، اس میں عیون روایات اور متون درایات جمع ہیں ، یہ کتاب معجزہ ہونے کے قریب ہے ، بقول ابن شجاع : فقہ کے موضوع پر اسلام میں ایسی کتاب نہیں لکھی گئی ، عربیت اور نحو کے ائمہ نے بھی اس کی عربیت پر اپنے تعجب کا اظہار کیا ہے، اس کتاب سے امام محمدؒ کا عربیت میں بھی امام اور حجت ہونا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ فقہ میں . (دیکھئے بلوغ الامانی ۶۳)

ہدایہ کے بعض تذکرہ نگاروں نے اس کتاب کو سِیَر کے موضوع پر سمجھا جو صحیح نہیں ، صاحب ہدایہ نے اس کی شرح لکھا.

﴿۱۱﴾ **الھدایہ** : یہ کفایۃ المنتہی کا خلاصہ ہے اور بدایۃ المبتدی کی شرح ہے، صاحب ہدایہ کی یہی وہ کتاب ہے جس نے دنیا میں ان کو مقبول ومشہور کیا ہے، اور ایسی کتاب ہے جس کی

نظیر صرف فقہ حنفی میں نہیں بلکہ کسی اور فقہ میں بھی نہیں ، اپنی جامعیت اور مقبولیت کی وجہ سے ایک زمانہ سے داخل نصاب ہے اور کوئی کتاب اس کی جگہ نہیں لے سکی ، اس کی بہت سی خصوصیات ہیں ، اس کی عبادت بہت جامع اور مختصر ہوتی ہے ، اسلئے کہ یہ کفایۃ المنتہی کا خلاصہ ہے اسلئے اس کی بہت سی شروح اور اس پر بہت سے حواشی لکھے گئے ۔

ہدایہ کی خصوصیات

ہدایہ کی بہت سی خصوصیات ہیں ان میں سے چند کو بیان کیا جاتا ہے :

﴿۱﴾ ۔ عام طور سے کتابوں میں شروع میں زیادہ تفصیل ہوتی ہے اور ابتدائی حصہ زیادہ مشکل ہوتا ہے ، مصنف ابتداء میں زبان اور اسلوبِ بیان پر زیادہ زور دیتا ہے تا کہ قاری متاثر ہو ، کیونکہ ہر قاری پوری کتاب نہیں پڑھتا ، پڑھتا بھی ہے تو زیادہ توجہ شروع ہی میں دیتا ہے، اسلئے شروع میں زورِ بیان اور علوم ومعارف کا اظہار زیادہ ہوتا ہے، بعد میں زور کم ہوجاتا ہے، کبھی غیر شعوری طور پر بھی مصنف سے ایسا ہوتا ہے، اسلئے کہ شروع میں جوش اور ولولہ زیادہ ہوتا ہے اور علوم ومعارف جو موجزن ہوتے ہیں وہ نوکِ قلم پر آتے چلے جاتے ہیں ، بعد میں وہ جوش نہیں رہتا ، قلم ڈھیلا ہوجاتا ہے ، اور اختصار سے کام لیتے ہوئے کام ختم کرنے کی فکر سوار ہوجاتی ہے ۔

لیکن ہدایہ کا معاملہ اس کے برعکس ہے، ہدایہ کی ابتدائی جلدیں آسان اور بعد کی نسبتاً مشکل ہیں ، جتنا آگے بڑھئے تفقہ کی گہرائی آتی ہے ، مضامین مشکل آتے ہیں ، معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نیچے سے اوپر کی طرف جارہے ہیں ، ہدایہ آخرین میں عقلی دلائل زیادہ ہیں ، اسلئے ان کو اولین کے مقابلہ میں زیادہ مشکل سمجھا جاتا ہے اور ان کو حل کرنے کیلئے زیادہ محنت کی ضرورت ہے ۔

﴿۲﴾۔ ہدایہ چونکہ کفایۃ المنتہی کا اختصار ہے اسلئے اس میں بڑی جامعیت اور اختصار ہے، ہر ہر لفظ خاص مقصد کیلئے رکھا گیا ہے جو حشو وزائد سے پاک ہے، بہت سے کلمات قیودِ احترازیہ ہیں، انکو جاننا ضروری ہے، بہت سے جملے سوالِ مقدر کا جواب ہیں، بات کی تہ کو پانے کیلئے ان سوالات کو جاننا چاہئے تب مصنف کا منشا معلوم ہو سکے گا، حاصل یہ کہ ہدایہ علم فقہ کا ایک سمندر ہے، سمندر سے موتی اسی کو ہاتھ آتا ہے جو غوطہ لگاتا ہے، جو غوطہ نہیں لگائے گا وہ موتی نہیں پائیگا، مَن جدّوجد، و من لم یجتھد لم یَجِد، و من لم یَذُق لم یَدرِ .

﴿۳﴾۔ ہدایہ کی ایک انفرادی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اختصار و جامعیت اور فقہ کی کتاب ہونے کے باوجود فصیح و بلیغ ہے، جگہ جگہ سجع کی رعایت بھی ہے .

علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا: مذاہب اربعہ میں کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں ہدایہ کی طرح قوم کی باتوں کا خلاصہ خوشگوار تعبیر میں پیش کیا گیا ہو اور فقاہتِ نفس کے ساتھ اہم باتوں کو فصاحت و بلاغت کے موتیوں کے ساتھ جمع کیا گیا ہو .

اور فرمایا: گل وبلبل، نہر ونسیم اور باغ وکلی کے بیان میں فصاحت و بلاغت کا اظہار کوئی خصوصیت نہیں یہ تو شاعر و ادیب کرتا ہے، انشاء پردازی کا کمال اور ادب کی فضیلت دقیق بحثوں اور مشکل مسائل میں ظاہر ہوتی ہے جو صاحبِ ہدایہ کی خصوصیت ہے اور ہدایہ میں ظاہر ہے .

اور فرمایا: کسی فاضل شیعہ نے یہ صحیح کہا ہے: ادب عربی کی کتابیں مسلمانوں کے پاس تین ہیں: ۱۔ قرآن عزیز ۲۔صحیح بخاری ۳۔کتاب ھدایہ ...اھ

نیز فرمایا: فقہ میں صاحب ہدایہ کا مقام درمختار (علامہ محمد علاء الدین حصکفیؒ م ۱۰۸۸ھ) جیسے ہزار فقیہ نہیں پاسکتے، اسلئے کہ صاحب ہدایہ فقیہ النفس ہیں، ان کا علم سینہ کا علم ہے جب کہ صاحب درمختار کا علم کتابوں اور سفینوں کا ہے اور دونوں کا فرق ظاہر ہے ..اھ

نیز فرمایا: مجھ سے بعض فضلاء نے پوچھا: آپ محقق ابن الھمام کی فتح القدیر جیسی

کتاب لکھ سکتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں، پوچھا: اور ہدایہ جیسی؟ میں نے کہا ہرگز نہیں، چند سطریں بھی نہیں لکھ سکتا...اھ

مولانا محمد یوسف بنوریؒ اسکو نقل کر کے لکھتے ہیں: امام العصر علامہ کشمیریؒ کے یہ کلمات اس عظیم کتاب کے مرتبہ کو سمجھنے کیلئے کافی ہیں، یہ مبالغہ آرائی اور غلو یا قیاس آرائی نہیں ہے بلکہ صحیح اور دقیق غور وفکر، نیز محنت اور مجاہدہ کے ساتھ کتاب کی گہرائی اور تہ تک پہونچنے کے بعد ایک مدت مدید کی تحقیق کا نتیجہ اور خلاصہ ہے جو قوم کے سامنے پیش کیا ہے .

(مقدمہ نصب الرایہ للبنوری ص ١٤ و ١٥)

صاحب التعلیق الصبیح شرح مشکوۃ المصابیح مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے فرمایا :

علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے: ”چاروں فقہی مسالک میں فقہاء نے بہت سی کتابیں لکھیں اور ان میں بعض مضامین اور اسلوب بیان کے اعتبار سے بہت بلند مرتبہ ہیں، لیکن ہدایہ جیسی کوئی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی، حسنِ ترتیب اور حسنِ بیان دونوں کے اعتبار سے ہدایہ بے مثال کتاب ہے، اگر کوئی شخص مجھ سے کہے کہ فتح القدیر جیسی کتاب لکھ دوں تو مجھے امید ہے کہ میں لکھ سکوں گا لیکن اگر کوئی ہدایہ جیسی کتاب لکھنے کیلئے کہے تو شاید میں چند سطریں بھی نہ لکھ سکوں“...اھ (ہدایہ اور صاحب ہدایہ کا تعارف مضمون مولانا محمد میاں صدیقی ۱۶)

﴿۴﴾۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ نے اپنے صاحبزادگان مولانا محمد مالک کاندھلویؒ اور مولانا محمد صدیقی کے ترجمۂ ہدایہ (سراج الھدایہ) کے شروع میں تقریظ لکھتے ہوئے یہ تحریر فرمایا :

”دریا کی ظاہری سطح پر تیرنے سے موتی ہاتھ نہیں آتے، موتی اس کے ہاتھ لگتے ہیں جو دریا کی گہرائی تک غوطہ لگانے کی قدرت رکھتا ہو، ایسے ہی راسخین فی العلم میں شیخ مرغینانیؒ بھی ہیں جنھوں نے شرائع اسلام یعنی احکام شرعیہ کی تحقیق و تدقیق پر ہدایہ کے نام سے ایک کتاب تالیف فرمائی جو احکام شرعیہ کی تحقیق و تدقیق اور علم کی گہرائی میں اپنی نظیر نہیں رکھتی، ہرمسئلہ پر

ائمہ اربعہ کے اقوال اور ہر قول کی ایک ایک دلیلِ نقلی اور ایک ایک دلیل عقلی بیان کرنے کے بعد آخر میں امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کی ایک دلیل عقلی اور ایک دلیل نقلی بیان کی، اسکے بعد ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کی ہر دلیل نقلی اور دلیل عقلی کا جواب دیا، اس طرح بسا اوقات تین (۳) اماموں کی چھ (۶) دلیلیں اور ان کے چھ جواب ملکر بارہ (۱۲) ہوجاتے ہیں اور دو دلیلیں امام ابوحنیفہؒ کی اور ایک وجہ ترجیح، سب ملکر پندرہ (۱۵) دلائل کا ذخیرہ چند سطروں میں سامنے آجاتا ہے اور قاری پر حیرت واستعجاب کا عالم طاری ہوجاتا ہے. (ہدایہ اور صاحب ہدایہ کا تعارف ۱۸)

﴿۵﴾۔ علوم وفنون کی تاریخ میں یہ بات کم دیکھنے میں آئی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کسی کتاب کی اہمیت وافادیت میں اضافہ ہوتا رہے، عام طور سے یہ ہوتا ہے کہ اچھی اچھی کتاب کی بھی ایک خاص مدت گزرنے کے بعد اہمیت اور افادیت کم ہوجاتی ہے، لیکن ہدایہ کی صورتِ حال اس سے بالکل مختلف ہے، یہ کتاب چھٹی ہجری میں لکھی گئی اور اب آٹھ صدیوں کی طویل مدت گزرنے کے بعد نہ اسکی اہمیت میں کمی آئی اور نہ لوگ اسکی ضرورت سے بے نیاز ہوئے، بلکہ گزشتہ نصف صدی سے اسکی ضرورت میں اضافہ ہوا ہے، بالخصوص ان مسلم ممالک میں جہاں نفاذِ اسلام اور احیاء اسلام کا عمل جاری ہے، خصوصاً پاکستان میں جہاں کی اکثریت حنفی المذہب ہے اور یہ کتاب بھی حنفی مذہب میں ہے.

(مضمون مولانا محمد میاں صدیقی ص۱۴)

﴿۶﴾۔ چاروں فقہی مذاہب کی جو نمائندہ کتابیں لکھی گئیں اول تو ان میں صرف اپنے مذہب کا بیان، اس کی وضاحت اور دلائل ہیں دوسرے فقہی مسالک اس میں ذکر نہیں کئے گئے اور اگر ذکر کئے گئے تو دوسرے مسال کے دلائل پیش نہیں کئے گئے.

مثلاً فقہ مالکی میں ابن رشد قرطبیؒ (متوفی ۵۹۵ھ) کی بدایۃ المجتہد، یہ کتاب اصلاً فقہ مالکی کی نمائندگی کرتی ہے، مالکی مذہب کی اہم اور بنیادی کتابوں میں اسکا شمار ہوتا ہے اور بلا شبہہ ایک بلند مرتبہ کتاب ہے، اسکے مصنفؒ صاحب ہدایہ کے ہم عصر ہیں ان کا سال وفات

۵۹۳ھ ہے اور ابن رشد کا ۵۹۵ھ، ابن رُشد بھی مالکی مذہب کے علاوہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کی آراء اور ان کا نقطۂ نظر بھی بعض مسائل میں بیان کرتے ہیں، بلکہ ان ائمہ اربعہ کے علاوہ بعض ایسے فقہاء کے اقوال اور آراء بھی نقل کرتے ہیں جن کی طرف کوئی مسلک منسوب نہیں یا جنھوں نے کسی فقہی مسلک کی بنیاد نہیں رکھی، صاحب ہدایہ کی طرح ان مسالک اور ائمہ کے دلائل اور پھر جواب دلائل بیان نہیں کرتے.

ایسی ہی ایک اور کتاب ابن قدامہ مقدسیؒ کی متوفی ۶۲۰ھ کی المغنی بھی ہے، یہ فقہ حنبلی کی نمائندگی کرتی ہے اور بعض مسائل میں نہ صرف باقی تین فقہی مسالک کا نقطۂ نظر بھی بیان کرتی ہے بلکہ دوسرے غیر صاحبِ مسلک فقہاء کی آراء اور ان کے اقوال وفتاوی کا بھی اس میں خاصا ذخیرہ مل جاتا ہے لیکن صاحب ہدایہ کا اسلوب اور طرزِ استدلال ان دونوں کتابوں میں سے کسی میں بھی نہیں پایا جاتا.

اپنے علاوہ دوسرے مسالک کا نقطۂ نظر ان کے دلائل کے ساتھ پیش کرنا اور پھر ان دلائل کا جواب دینا یہ صرف ہدایہ کی خصوصیت ہے. (از مولانا محمد میاں کا مقالہ ص ۱۹)

﴿۷﴾۔ ہدایہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ قدوری اور جامع صغیر کو جمع کرنے اور کچھ اور مسائل کا اضافہ کردینے سے یہ فقہ کا ایسا جامع مجموعہ ہوگیا کہ اس میں انفرادی زندگی کے ضروری مسائل بھی جمع ہوگئے اور مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کے مسائل بھی آگئے، طہارت، عبادات، نکاح، طلاق وغیرہ بھی ہیں، بیع وشراء، حوالہ، کفالہ، رہن، شفعہ وغیرہ معاملات بھی مذکور ہیں، اجتماعی مسائل میں حدود، قصاص، دیت، تعزیر، جہاد وغیرہ کے مسائل بھی دلائل کے ساتھ مذکور ہیں، ہدایہ کی انہی خصوصیات کی وجہ سے کسی نے یہ اشعار کہے ہیں ؎

انّ الھدایۃَ کالقرآن قد نَسَخَت — ما صنّفوا قبلَھا فی الشرعِ من کتُب
فاحفظْ قواعدَھا واسلُک مسالکَھا — یَسلَم مقالُک من زَیغ ومن کذِب

ترجمہ: یعنی جس طرح قرآن کریم نے گزشتہ آسمانی کتابوں کو منسوخ کردیا اسی طرح ہدایہ نے اپنے سے

پہلے کی فقہی کتابوں سے مستغنی کردیا، اس کے قواعد کو یاد کرلو اور اس کا طریقہ اپنالو تو تمہاری گفتگو اور بحث کجی اور جھوٹ سے محفوظ ہوجائے گی . (کشف الظنون ۲/۱۰۳۲)

صاحب ہدایہ کے فرزند ارجمند شیخ عمادالدین الفرغانی نے ہدایہ کے متعلق یہ اشعار کہے ؎

کتابُ الهدایةِ یَهدی الهُدی — الی حافظیه و یَجلو العَمی

فلازمْه واحفظْه یا ذا الحِجیٰ — فمَن نالَه نالَ أقصی المُنی

(مفتاح السعادۃ ۲/۲۳۹ ومقدمۂ ہدایہ ص ا مولانا عبدالحئی لکھنوی عن حاشیہ ملا الہ داد)

ترجمہ: کتاب ہدایہ اسکے یاد کرنے والے کو راستہ دکھاتی ہے اور اندھے پن کو دور کرتی ہے، اسلئے اے عقلمند ! اسکو مضبوطی سے پکڑ لے اور اس کو یاد کرلے، کیونکہ جس نے اسکو پالیا اس نے سب سے بڑی تمنا پوری کرلی.

﴿۸﴾۔ ہدایہ کی ایک خصوصیت وہ ہے جو شیخ اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی الحنفیؒ متوفی ۷۸۶ھ شارح ہدایہ نے بیان فرمائی ہے ، صاحبِ کشف الظنون اس کو نقل کرتے ہیں ، بابرتی فرماتے ہیں : مروی ہے کہ صاحبِ ہدایہ اس کی تصنیف میں تیرہ (۱۳) سال تک اس طرح مشغول رہے کہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ کسی کو معلوم نہ ہو .

(کشف ۲/۲۰۳۲)

صاحبِ مفتاح السعادۃ علامہ احمد بن مصطفیٰ طاش کبریٰ زادہ متوفی ۹۶۸ھ بھی اس کو حکی سے ذکر کرتے ہیں اور آگے یہ نقل کرتے ہیں کہ خادم جب کھانا لاتا تو فرماتے کہ رکھ دے اور چلا جا، خادم جب چلا جاتا تو کسی طالب علم یا کسی اور کو کھانا کھلا دیتے ، خادم جب آتا اور برتن خالی دیکھتا تو سمجھتا کہ آپ نے تناول فرمالیا، اس زہد و ورع کی برکت سے کتاب کو علماء کے نزدیک اس درجہ قبولیت ہوئی. (مفتاح السعادۃ ومصباح السیادۃ ۲/۲۳۸)

﴿۹﴾۔ کسی کتاب کی اہمیت اور افادیت کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ اہل علم وفضل نے خصوصاً جس فن میں وہ کتاب ہے اس کے ماہرین نے اس کتاب کی خدمت کی طرف کتنی توجہ کی ہے، اس نظر سے اگر ہدایہ کو دیکھا جائے تو فقہ حنفی پر کوئی کتاب ایسی معلوم نہیں جس کی اتنی خدمت کی گئی ہو جتنی ہدایہ کی ہوئی .

اسکی بہت سی شرحیں لکھی گئیں ، اس پر حواشی لکھے گئے ، اس کی احادیث کی تخریج کی گئی ، اس کا اختصار بھی کیا گیا ، بہت سی زبانوں میں اسکے ترجمے بھی کئے گئے ، اس کو زبانی یاد بھی کیا گیا ، اس پر مقدمہ بھی لکھا گیا ، الغرض طرح طرح سے خدمت کی گئی .

حاجی خلیفہ شیخ مصطفیٰ بن عبداللہ استنبولی متوفی ۱۰۶۷ھ نے جو کاتب چلپی سے مشہور تھے ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون میں ہدایہ کی ساٹھ (۶۰) سے زیادہ شروح وحواشی کا ذکر کیا ہے ، یہ مصنف گیارہویں صدی کے تھے اس کے بعد بھی ہدایہ کی مزید خدمات کی گئیں ، یہ ایسی خصوصیت ہے جس میں شاید ہی کوئی فقہ کی کتاب اس کی شریک ہو . واللہ اعلم

﴿۱۰﴾۔ شریعت کے تمام احکام عقل صحیح اور سلیم کے مطابق ہیں ، کوئی اس کے خلاف نہیں ، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی بات عقل وفہم سے بالاتر ہو [1] صاحبِ ہدایہ نے مسائل شرعیہ کے عقلی دلائل بھی نقلی دلائل کے ساتھ ذکر فرمائے ہیں ، اور بعض جگہ تو صرف عقلی ہی دلائل ذکر کئے ہیں ، اور دوسرے ائمہ کے اقوال کے بھی عقلی دلائل ذکر کر کے ان کا بہترین جواب دیا ہے ، اور اس میں عجیب عجیب نکتے پیش فرمائے ہیں ، قیاس کے مقابلہ میں استحسان کے دقیق اور خفی وجوہ کو بھی نمایاں فرمایا ہے ، صاحبینؒ کے مقابلہ میں امام ابوحنیفہؒ کے اقوال میں مسائل کے درمیان جو باریک فرق ہوتا ہے اس کو بھی خوب واضح فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی نظر کتنی دقیق وعمیق تھی .

عقلی دلائل کا اتنا ذخیرہ کسی اور کتاب میں اس تفصیل سے نہیں ملتا ، یہ ہدایہ کی بہت بڑی خصوصیت ہے ، ہدایہ آخرین خاص طور سے اس سے بھری ہوئی ہے ، اسی لئے وہ حصہ زیادہ مشکل سمجھا جاتا ہے ، اور اسی وجہ سے ہدایہ پڑھنے پڑھانے سے تفقہ کی طرف رہنمائی ملتی ہے ، اور گہری نظر ڈالنے والے میں تفقہ کی شان پیدا ہوتی ہے ، صاحبِ ہدایہ کے بارے میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا قول گزر چکا ہے کہ فقیہ النفس تھے ، صاحبِ درمختار جیسے ہزار فقیہ

---

[1] اس کے لئے دیکھئے مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کی ''العقل والنقل''.

فقیہ ان کے درجہ کو نہیں پاسکتے .

اسی لئے ان کی کتاب اُس وقت سے اب تک یکساں مفید اور ضروری سمجھی جاتی ہے، ہر جگہ داخلِ نصاب ہے، اس کی افادیت میں اب تک کوئی فرق نہیں آیا.

ذلکَ فَضلُ اللّٰہِ یُؤتیه مَن یَّشَاءُ

تلک عشرة كاملة

ہدایہ میں مذکور احادیث کے متعلق اعتراض

ہدایہ میں استدلال کیلئے جو احادیث و آثار مذکور ہیں ان کے بارے میں یہ شکایت ہے کہ بہت سی ان میں ضعیف ہیں اور بہت سی ایسی بھی ہیں جو حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتیں، اس سے پھر یہ شبہہ ہوتا ہے کہ شاید صاحب ہدایہ علامہ مرغینانیؒ کو حدیث کے فن میں زیادہ کمال حاصل نہیں تھا.

حضرت شاہ عبدالحق محدثِ دہلویؒ نے بھی سفر السعادہ کی شرح میں یہ خیال ظاہر فرمایا ہے، ان کی فارسی عبارت کا ترجمہ یہ ہے :

"اور کتاب ہدایہ نے بھی جو اس دیار میں مشہور اور معتبر ترین کتابوں میں سے ہے اس وہم میں (کہ مذہب شافعی بہ نسبت مذہب حنفی کے حدیث کے زیادہ موافق ہے) ڈال دیا ہے کیونکہ اس کے مصنفؒ نے بیشتر دلیل عقلی ہی پر بناء رکھی ہے، اور جو حدیث لاتے ہیں وہ محدثین کے نزدیک ضعف سے خالی نہیں ہوتی، غالبًا انکا شغل علم حدیث سے کم رہا ہے، لیکن شیخ ابن الھمام کی شرح ہدایہ نے (اللہ تعالی ان کو جزاء خیر دے) اس کی تلافی کردی ہے اور تحقیق کردی ہے". سفر السعادہ ص۲۳ (ظفر المحصلین ۱۹۶ مولانا محمد حنیف گنگوہیؒ)

جواب : اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ صاحبِ ہدایہ کے تذکرہ اور انکے اساتذۂ کرام

کے حالات سے یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ صاحب ہدایہ محدث تھے، اور اپنے اساتذہ سے حدیث کی کتابوں کو پڑھا تھا اور اسکی اجازتیں بھی لی تھیں، سندیں بھی انکے پاس تھیں، پھر بھی ہدایہ میں کچھ حدیثیں ضعیف اور ایسی ہیں جن کا وجود حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتا، اس کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ ہدایہ کا موضوع فقہ ہے، حدیث نہیں، وہ فقہ حنفی یعنی امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے اقوال کو دلائل عقلیہ اور نقلیہ کے ساتھ مختصر و جامع الفاظ میں ذکر کرنا چاہتے ہیں اور اسکی ترجیح بھی، اسلئے دوسرے ائمہ کے اقوال و دلائل بھی مختصراً ذکر کرکے اس کا جواب بھی دیتے ہیں تاکہ فقہ حنفی کی ترجیح ظاہر ہو، احادیث مستقل موضوع نہ ہونے کی وجہ سے اسکے مخرّج کا نام نہیں لیتے نہ سند بیان کرتے ہیں.

۲۔ اور اس نقل میں وہ اپنے متقدمین کی کتابوں پر اعتماد کرتے ہیں، ان میں جس طرح پاتے ہیں نقل کردیتے ہیں، یہ ایسا ہی ہے جیسے علامہ بغویؒ مصابیح میں بغیر مخرّج کا نام لئے حدیثیں بیان کرگئے، بہت سی جگہ صحابہ اور تابعین کے نام بھی نہیں تھے، صاحب مشکوۃ جب انکی تخریج کے درپے ہوئے تو بہت سی جگہوں پر انکو حوالہ نہیں ملا، بعد میں بعض جگہوں کا حوالہ بعض محدثین کو ملا، اسکو حاشیہ میں لکھ دیا، پھر بھی بعض جگہیں حوالہ سے خالی ہیں، کہیں کہیں بغوی پر اعتراض بھی کیا.

اور جیسے صحیح بخاری میں ترجمۃ الباب میں تعلیقات ہیں، جو بغیر سند کے مذکور ہیں، حافظ ابن حجرؒ جیسے محدث نے بہت سی جگہوں پر تغلیق التعلیق اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ لم اجدہ موصولاً، جب کہ صیغۂ جزم سے مذکور ہونے کی صورت میں یہ مانتے ہیں کہ وہ صحیح ہے.

حتی کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح کی حدیثوں کو جب بغیر سند کے دوسری جگہ مختصراً نقل کیا تو الفاظ بدل گئے، مثلا **من عمل عملاً ليس عليه أمرنا فهورد** [۱] ۱۰۹۲/۲ کتاب

---

[۱] اس لفظ کے ساتھ بھی حدیث آئی ہے مسلم ۲/۷۷ .

الاعتصام بالکتاب والسنۃ، جبکہ الفاظ یہ تھے : من أحدث فی أمرنا هذا ما لیس منه فهو رد ۱/۳۷۷، اور بھی ایسی جگہیں ہیں.

حضرت شاہ ولی اللہ محدثِ دہلوی بھی اپنی کتابوں میں حدیثوں کو بغیر حوالہ ذکر کرتے ہیں حافظہ پر اعتماد کرکے یا حدیث کی کتابوں پر .

اسی طرح صاحبِ ہدایہ نے بھی اپنے متقدمین فقہاء کی کتابوں پر اعتماد کیا، اب ان پر قلّتِ حدیث کا الزام کیسے دیا جائے گا .

۳ ۔ متقدمین کی کتابوں میں جو حدیثیں مذکور تھیں ان کو متاخرین محدثین کی کتابوں میں تلاش کیا گیا، نہ ملنے پر غرابت کا حکم لگایا گیا، اس میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ وہ حدیث متقدمین کی کتابوں میں رہی ہو، فتنۂ تاتار میں کچھ کتابیں ضائع ہوگئیں، جیسے امام ابو یوسفؒ کی امالی جو تین سو (۳۰۰) اجزاء یا جلدوں میں بتائی جاتی ہے جس کا ذکر تذکرہ کی کتابوں میں موجود ہے، آج کہیں نہیں پائی جاتی، اسی طرح کچھ اور کتابیں بھی ضائع ہوگئی ہوں جن میں ایسی حدیثیں رہی ہوں، یہ عین ممکن ہے .

تراجم بخاری کی جو حدیثیں نہیں ملیں ان کے بارے میں بھی یہی گمان قائم کریں گے، جبھی تو صیغۂ جزم سے مذکور ہونے کی وجہ سے صحیح مانتے ہیں .

۴ ۔ امام زیلعیؒ اور حافظ ابن حجرؒ نے کچھ حدیثوں کو نہیں پایا، پھر بعد میں علامہ قاسم بن قطلوبغاؒ نے '' منیة الألمعی فیما فات من تخریج أحادیث الهدایة للزیلعیؒ '' میں ان کے حوالے دیئے، حافظ کی الدرایہ پر بھی حواشی لکھ کر کچھ احادیث کے حوالے دیئے .

۵ ۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہدایہ میں مذکور حدیث ضعیف ہوتی ہے یا مخرّجین کو نہیں ملتی لیکن مسئلہ مذکورہ کی دلیل دوسری حدیث ہوتی ہے جو متداول کتابوں میں موجود ہوتی ہے یا مرفوع حدیث نہیں ہوتی لیکن صحابی یا تابعی کا قول ہوتا ہے، حنفیہ اس سے بھی استدلال کرتے ہیں خصوصاً جب کہ مدمقابل میں حدیث مرفوع نہ ہو تو کوئی مضائقہ نہیں .

۶ ۔ کبھی حدیث نہیں ملی لیکن مسئلہ دلیل عقلی سے ثابت ہوتا ہے، اگر مدمقابل میں حدیث نہیں ہے تو اس استدلال میں بھی مضائقہ نہیں .

۷ ۔ علماء احناف خصوصاً علماء دیوبند بعض مسائل میں ظاہر الروایت کے مطابق دلیل نقلی نہ ملنے کی صورت میں اس کے مدمقابل اگر کوئی قول مذہب میں موجود ہو اگرچہ غیر ظاہر الروایت ہو اور حدیث اس کے مطابق ہو تو اسی پر عمل کی طرف مائل ہوتے ہیں، یہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا مسلک اور مشرب تھا جو حضرت گنگوہیؒ، حضرت کشمیریؒ وغیرہما نے اختیار فرمایا، دیکھئے فیض الباری کا مقدمہ مولانا محمد یوسف بنوری ص ۲۳ و ۲۴

آخری بات : اتنی ضخیم کتاب میں اگر کچھ جگہیں ایسی بھی ہوں جہاں مصنفؒ سے کچھ تسامحات، اوہام یا اخطاء ہوئی ہوں تو کوئی مستبعد نہیں، ہر انسانی کام میں کچھ نہ کچھ خامی ہوتی ہے، صحیح بخاری جیسی کتاب میں پچاسوں اوہام ہیں جو شروح میں بیان ہوئے ہیں . دیکھئے لامع ص ۷۳ اور مقدمۂ فیض الباری وغیرہ .

علامہ عبد القادر قرشی متوفی ۷۷۵ھ باب الاذان کی صاحب ہدایہ کی ایک غلطی بیان کر کے لکھتے ہیں :

وقد وقع فی کتاب الهدایة و الخلاصة أوهامٌ کثیرةٌ غیرما ذکرته، قد بینتُ ذلک فی کتابی " العنایة بمعرفة أحادیث الهدایة " و کتابی " الطرق و الوسائل الی معرفة أحادیث خلاصة الدلائل و فی کتابی " تهذیب الأسماء " و الله أعلم . (۲/۴۴۰)

مولانا عبد القیوم حقانی مدظلہ نے بھی ہدایہ اور صاحب ہدایہ میں ۲۳ اوہام ذکر فرمائے ہیں دیکھئے ص ۶۱ تا ۶۹ .

سبق کی ابتداء کرانے میں صاحب ہدایہ کی عادت

صاحبِ ہدایہ کے شاگرد برہان الاسلام زرنوجیؒ نے تعلیم المتعلم میں صاحب ہدایہ کی یہ

عادت ذکر کی ہے کہ آپ اسباق بدھ کے روز شروع کراتے تھے اور یہ مرفوع حدیث دلیل کے طور پر شیخ احمد بن عبد الرشید بخاریؒ سے ان کی سند کے ساتھ نقل کرتے تھے :

ما مِن شيء بُدئ يومَ الأربعاء الا تمّ. اورفرماتے کہ امام ابوحنیفہؒ بھی ایسا ہی کرتے تھے.

مولانا عبدالحئی صاحب فوائد بہیہ میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث پر محدثین کلام کرتے ہیں، بعض نے تو موضوع کہدیا ہے . (فوائد ص ۲۴)

علامہ سخاویؒ نے **المقاصد الحسنة في الأحاديث المشتهرة على الألسنة** میں لکھا کہ میں کسی ایسی اصل پر مطلع نہیں ہوا جس میں یہ بات ہو، اور حضرت جابرؓ کی یہ مرفوع حدیث اسکے معارض ہے : **يوم الأربعاء يوم نحس مستمر.** طبرانی نے اوسط میں اسکو نقل کیا، یہ حدیث ضعیف ہے، حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے ان کی سندوں میں بھی کلام ہے .

ملاعلی قاریؒ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے فرمایا کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ کفار کے حق میں منحوس ہے جس کا مفہوم یہ نکلے گا کہ مؤمنین کے حق میں مسعود اور بابرکت ہے (المصنوع فی معرفۃ الموضوع)، اسلئے دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں رہا....اھ

اس طرح کی تاویل حلیمی وغیرہ محدثین نے بھی ذکر کی ہے . حاشیہ فوائد.

مولانا عبدالحئی صاحب الفوائد البہیہ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اسکی ایک اور لطیف اصل نکالی ہے، اس عمل کیلئے اس حدیث کو پیش نظر رکھنا چاہئے جس کو امام بخاریؒ نے الادب المفرد میں اور احمد و بزار نے حضرت جابرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے مسجد فتح میں پیر، منگل، بدھ تین دن دعا مانگی، بدھ کے دن ظہر وعصر کے درمیان دعا قبول ہوئی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے جب بھی کوئی مشکل امر پیش آیا میں نے بھی اسی دن وقت دعا کی اور وہ قبول ہوئی، امام سیوطیؒ نے فرمایا اس کی سند جید ہے. دیکھئے **سهام الاصابة في الدعوات المستجابة للسيوطيؒ** .

اور سمہودی نے وفاء الوفاء میں اس کے راویوں کو ثقہ بتایا ہے، اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ بدھ کے روز ایک ساعت اجابت ہے، اسی لئے علماء نے بدھ کے دن اسباق شروع کرنے کو بہتر خیال کیا .

پھر میں نے تنزیہ الشریعہ میں دیکھا کہ اس کے مصنفؒ نے ایک اور اصل اس عمل کی ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی نے بدھ کے روز نور کو پیدا فرمایا اور علم بھی نور ہے اس لئے توقع ہے کہ اللہ تعالی اس دن میں نور کی تمامی کا فیصلہ کردیں گے،

و يأبى اللّٰهُ الا أنْ يُتمَّ نورَه . (الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ۱۴۳ مع تعلیقاتہ)

ملاعلی قاری نے فرمایا کہ عسقلانیؒ نے فرمایا کہ بعض صالحین سے جن سے میری ملاقات بھی ہوئی یہ بات پہونچی ہے کہ بدھ کے دن نے اللہ تعالی سے شکایت کی کہ لوگ مجھے منحوس سمجھتے ہیں اس پر اللہ تعالی نے اسکو یہ دیا کہ جو کام بدھ کے دن شروع کیا جائے گا وہ مکمل ہوجائے گا ... اھ

ابتداء سبق کے وقت دعا بھی قبول ہوتی ہے اسلئے امید ہے کہ بدھ کے دن دعا قبول ہوگی تو اسباق میں برکت ہوگی، کام آسان ہوگا اور کتابیں جلد ختم ہونگی. (ایضا ۱۴۴)

صاحبِ ہدایہ کی طلبہ کو نصیحت

صاحبِ ہدایہ کی طالبعلموں کو یہ بھی تاکید تھی کہ طلبِ علم میں ناغہ نہیں ہونا چاہئے، اسلئے کہ ناغہ طلبِ علم کیلئے آفت ہے، فرمایا میں اپنے ساتھیوں پر اسلئے فوقیت لے گیا کہ میں نے کبھی ناغہ نہیں کیا .

صاحبِ ہدایہ اپنے شاگردوں کو جب وہ فارغ ہو کر وطن جاتے تو وہ وصیت لکھواتے جو امام ابوحنیفہؒ نے اپنے شاگرد یوسف بن خالد سمتی کو بصرہ واپس جاتے وقت کی تھی، وہ وصیت مناقب کردری میں منقول ہے دیکھئے ص ۹۰ و ۹۱ .

صاحبِ ہدایہ کی عادات

مقدمۂ ہدایہ آخرین میں مولانا عبدالحئی صاحبؒ نے صاحبِ ہدایہ کی کچھ عادات ذکر کی ہیں، بعض کلی ہیں اور بعض اکثری، وہ یہ ہیں :

﴿۱﴾۔ جب قال رضی اللہ عنہ کہیں تو اس سے مراد وہ خود ہی ہیں، جب کوئی خاص توجیہ ذکر کرنے کا اردہ ہوا تو قال العبد الضعیف لکھا لیکن بعض تلامذہ نے بعد میں العبد الضعیف کے بجائے رضی اللہ عنہ کر دیا، قلتُ کا لفظ نہیں استعمال کیا، اسلئے کہ اس میں انانیت کا شبہہ ہوسکتا ہے، فقہاء اور محدثین تواضعاً یہی انداز اختیار کرتے ہیں.

﴿۲﴾۔ دلائل کے ذکر کے وقت اپنے نزدیک مذہب مختار کی دلیل کو ہمیشہ بعد میں ذکر کرتے ہیں، ہاں اقوال کے ذکر کے وقت اکثر و بیشتر قولِ قوی کو پہلے ذکر کرتے ہیں.

﴿۳﴾۔ جب ''**قال مشایخنا**'' فرماتے ہیں تو اس سے مراد علماء ماوراء النہر [۱] (جیحون) ہوتے ہیں، یعنی سمرقند اور بخاری کے علماء احناف، اسی طرح ''دیارنا'' بولیں تو اس سے ماوراء النہر کے شہر مراد ہوتے ہیں.

مشایخنا : اصطلاح میں ان فقہاء احناف کو کہا جاتا ہے جنکی ملاقات امام اعظمؒ سے نہ ہوئی ہو.

﴿۴﴾۔ کسی آیت کو پہلے ذکر کر چکے ہوں تو اسکی طرف اشارہ ''**بما تلونا**'' سے کرتے ہیں، اور اگر پہلے دلیل عقلی کا ذکر ہوا ہو تو اس کو ''**ما ذکرنا**'' اور ''ما بَیَنّا'' سے بیان کرتے ہیں، اگر پہلے حدیث کا ذکر ہوا ہو تو اس کا حوالہ ''**بما روینا**'' سے دیتے ہیں، البتہ کبھی کبھی حدیثِ مذکور کی طرف اشارہ ''**ما ذکرنا**'' سے بھی کرتے ہیں اور کبھی ''**ما بیّنا**'' سے اشارہ آیت یا حدیث یا

---

[۱] اس سے مراد جیحون کے پیچھے کا خراسان کا علاقہ ہے، مشرقی علاقہ کو بلاد الھیاطلہ کہتے ہیں، اسلام میں اس کو ماوراء النہر کہا گیا. (معجم ۵/۴۵)

دلیل عقلی کی طرف بھی کر دیتے ہیں، بعض کے نزدیک ''**ما ذکرنا**'' عام ہے.

صحابی کے قول کو اثر سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی خبر و اثر کے درمیان فرق نہیں کرتے.

﴿۵﴾۔ بسا اوقات نص کی علت کو اصل مسئلہ کی مستقل دلیلِ عقلی قرار دیتے ہیں.

﴿۶﴾۔ دلیلِ عقلی کو فقہ سے تعبیر کرتے ہیں.

﴿۷﴾۔ کبھی دلیلِ عقلی کے بعد ایک اور دلیلِ عقلی ''**و ھذا لأن**'' کہکر ذکر کرتے ہیں، اس وقت دلیلِ اِنی کی دلیلِ لِمّی ذکر کرنا چاہتے ہیں.

﴿۸﴾۔ الأصل سے امام محمدؒ کی مبسوط کو مراد لیتے ہیں.

﴿۹﴾۔ المختصر سے مراد مختصر القدوری ہوتی ہے، اور الکتاب سے مراد کبھی امام محمدؒ کی جامع صغیر ہوتی ہے، کبھی مختصر القدوری اور کبھی ہدایہ کا متن بدایۃ المبتدی.

﴿۱۰﴾۔ قال کا لفظ وہیں بولتے ہیں جہاں وہ مسئلہ قدوری یا جامع صغیر یا بدایہ میں مذکور ہو مگر یہ قاعدہ اکثری ہے، کتاب الاقرار میں ایک جگہ قال کہا ہے حالانکہ وہ مسئلہ امام محمدؒ کی مبسوط کا ہے.

﴿۱۱﴾۔ جب یہ کہیں کہ ''**ھذا الحدیث محمول علی المعنی الفلانی**'' تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حدیث کا یہ معنی ائمۂ حدیث نے مراد لیا ہے اور ''**نَحملُہ**'' کہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم حدیث کا یہ مطلب مراد لیتے ہیں.

﴿۱۲﴾۔ ''**أما**'' کے جواب میں اکثر و بیشتر فا نہیں ذکر کرتے (یہ عادت اکثری ہے).

﴿۱۳﴾۔ جب عند فلان کہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ان کا مذہب ہے اور عن فلان کہیں تو مراد یہ ہے کہ فلاں سے ایسی روایت ہے.

بعض نے یوں کہا: عنٗ غیر ظاہر الروایہ پر دلالت کرتا ہے اور عندٗ مذہب کو بتلاتا ہے.

﴿۱۴﴾۔ ان وصلیہ سے واو کو ساقط کر دیتے ہیں (یہ عادت التزامی نہیں)

(تو وہاں اگرچہ اِن وصلیہ کے ساتھ واو حالیہ نہیں ہوتا پھر بھی ترجمہ ''اگرچہ'' کرتے ہیں).

﴿۱۵﴾۔ جامع صغیر اور قدوری کی عبارتوں میں فرق ہو تو جامع صغیر کے لفظ کی تصریح کردیتے ہیں .

﴿۱۶﴾۔ قالوا کا لفظ وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں اختلاف ہو .

﴿۱۷﴾۔ سوال مقدر کا جواب دیتے چلے جاتے ہیں، سوال کا ذکر صراحۃً نہیں کرتے (یہ عادت اکثری ہے)

﴿۱۸﴾۔ جب کسی مسئلہ کی نظیر دوسرا مسئلہ ذکر کرتے ہیں، پھر نظیر کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے تو بعید کا اشارہ استعمال کرتے ہیں اور نفسِ مسئلہ کی طرف اشارہ کرنا ہو تو قریب کا اسم اشارہ استعمال کرتے ہیں .

﴿۱۹﴾۔ جب یوں کہیں: **والتخریج کذا،** تو اس سے مراد خود صاحب ہدایہ کی تخریج ہوتی ہے اور کسی اور کی تخریج ذکر کرنا چاہتے ہیں تو اس کا نام لیتے ہیں .

(ماخوذ از مقدمۂ ہدایہ آخرین ص ۳ مولانا محمد عبدالحئی فرنگی محلی لکھنویؒ)

ھدایہ کی شروح وحواشی اور تخریجات وتجریدات

کسی کتاب کی اہمیت اور مقبولیت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کتنے علماء کرام نے اس کی تشریح وتوضیح اور اس کی خدمت کی طرف توجہ کی، ہدایہ اس لحاظ سے ایک بے نظیر کتاب معلوم ہوتی ہے، بہت سے علماء کرام نے اس کی شرحیں لکھیں، بہتوں نے حواشی لکھے، کئی ایک نے اسکی حدیثوں کی تخریج کی، بعض لوگوں نے اس کے مسائل کی تجرید بھی کی .

ہدایہ کی ساٹھ (۶۰) سے زیادہ شروح کا تذکرہ کشف الظنون [1] میں ہے جو گیارہویں صدی کی تصنیف ہے، اس کے بعد بھی اس کی خدمت کی گئی، چند مشہور شرحیں یہ ہیں:

---

[1] کشف الظنون کے مصنف ملا کاتب چلپی کا انتقال ۱۰۶۷ھ میں ہوا کما مر

﴿۱﴾۔ **النہایۃ :** شیخ حَسن حُسام الدین [1] سِغناقی حنفی متوفی ۷۱۰ھ یا ۷۱۱ھ یا ۷۱۴ھ ۷۰۰ھ میں مکمل ہوئی، درر میں ہے کہ یہ ہدایہ کی سب سے پہلی شرح ہے. (فوائد بھیہ ۶۲)

﴿۲﴾۔ **خلاصۃ النہایۃ :** شیخ محمود بن احمد قونویؒ م ۷۷۰ھ کی، یہ اوپر کی شرح کا خلاصہ ہے ایک جلد میں، پورا نام **خلاصۃ النہایۃ فی فوائد الہدایۃ** ہے .

﴿۳﴾۔ **الفوائد :** شیخ حمید الدین الضریر البخاری کی م ۶۶۷ھ دو جلدوں میں ہے، بعض اہل علم کے نزدیک یہ ہدایہ کی پہلی شرح ہے. (حاشیہ ہدایہ ص ۷۰۷ تکملہ)

﴿۴﴾۔ **معراج الدرایۃ الی شرح الہدایۃ :** شیخ قوام الدین محمد بن محمد البخاری الکاکیؒ کی م ۷۴۹ھ، محرم ۷۴۵ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے، شارح فرماتے ہیں کہ اب تک ہدایہ پر جو کچھ لکھا گیا ہے اور مجھ تک پہنچا ہے میں نے سب کو جمع کردیا ہے .

﴿۵﴾۔ **نہایۃ الکفایۃ فی درایۃ الہدایۃ :** شیخ تاج الشریعہ عمر بن صدر الشریعہ الاول عبید اللہ المحبوبی الحنفی م ۶۷۲ھ کی .

﴿۶﴾۔ **الغایۃ :** شیخ ابو العباس احمد بن ابراہیم السروجی الحنفی: م ۷۱۰ھ کی، یہ مکمل نہ ہوسکی تھی اس کی تکمیل قاضی سعد الدین محمد دیریؒ متوفی ۸۶۷ھ نے کی.

﴿۷﴾۔ **غایۃ البیان و نادرۃ الأقران :** شیخ قوام الدین امیر کاتب بن امیر الاتقانی الحنفیؒ م ۷۵۸ھ کی، مصنفؒ نے ۲۶ سال کی مسلسل محنت کے بعد ۷۴۷ھ میں اس سے فراغت حاصل کی، یہ شرح تین جلدوں میں ہے .

﴿۸﴾۔ **الکفایۃ :** شیخ جلال الدین خوارزمی کرلانی م ۷۶۷ھ کی، یہ صاحبِ نہایہ شیخ سِغناقی کے شاگرد ہیں، یہی کفایہ مشہور ومتداول ہے، فتح القدیر کے ساتھ مطبوع ہے .

ایک دوسری کفایہ علامہ علاء الدین ماردینی تُرکُمانیؒ کی بھی ہے، متداول نہیں .

---

[1] سِغناقی سین کے کسرہ کے ساتھ، ترکستان کا ایک شہر ہے، ملا کاتب چلپی اور قرشی نے ان کا نام حُسین بتایا ہے. (الجواہر ۱/۲۱۳) ، بعض نے صاحب ہدایہ کا شاگرد بتایا ہے جو صحیح نہیں معلوم ہوتا. فضل

(دیکھئے فوائد بھیہ ۵۸ و ۵۹)

﴿۹﴾۔ **العنایة**: شیخ اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی الحنفیؒ م ۷۸۶ھ کی، یہ شرح فتح القدیر کے ساتھ طبع ہوئی ہے، عمدہ شرح ہے۔

﴿۱۰﴾۔ **البنایة**: شیخ قاضی بدرالدین محمود بن احمد العینی م ۸۵۵ھ کی، بہت عمدہ شرح ہے، مولوی محمد عمر مشہور بہ ناصر الاسلام رامپوریؒ کی تصحیح کے ساتھ بیروت سے ۱۲ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

﴿۱۱﴾۔ **فتح القدير للعاجز الفقير**: شیخ کمال الدین محمد عبدالواحد السیواسی الحنفی المعروف بابن الھمام م ۸۶۱ھ کی، یہ بہت محقق شرح ہے، حدیثوں پر بھی تفصیلی کلام ہے، یہ مکمل نہیں ہوسکی تھی، شمس الدین احمد بن قودر قاضی زادہ نے اسکا تکملہ لکھا ہے، جسکا نام **نتائج الأفكار في كشف الرموز والاسرار** ہے، فتح القدیر کے ساتھ شائع ہوا ہے، قاضی زادہ کا انتقال ۹۸۸ھ میں ہوا۔

﴿۱۲﴾۔ **التوشیح**: شیخ سراج الدین عمر بن اسحاق ہندی م ۷۷۳ھ کی، مطول ہے لیکن مکمل نہیں۔

﴿۱۳﴾۔ **شرح هدايه**: شیخ حمیدالدین کی جن کا تخلص تھا ''ابن عبداللہ ہندی دہلوی''، عمدہ ہے مگر نا تمام۔

﴿۱۴﴾۔ **شرح الهداية**: شیخ الہداد جونپوریؒ کی، آپ مولانا عبداللہ تلنبی کے شاگرد تھے۔

﴿۱۵﴾۔ عین الھدایة: یہ ہدایہ کا سب سے پہلا اردو ترجمہ ہے جو سید امیر علی ملیح آبادی نے کیا ترجمہ کے علاوہ مختصر تشریح بھی فوائد کے نام سے شامل ہے، یہ ترجمہ بنگال کے گورنر ''جنرل وارن ہسٹنگز'' کے حکم سے کیا تھا، چار جلدوں میں ہے، مکمل اور مستند ہے لیکن اسکی اردو پرانی ہوگئی ہے۔

﴿۱۶﴾۔ ترجمہ ہدایہ اردو: ابتدائی دو جلدوں کا ترجمہ مولانا محمد میاں صاحب صدیقیؒ کا اور آخری دو جلدوں کا ترجمہ انکے برادر بزرگ مولانا محمد مالک کاندھلویؒ کا ہے یہ ترجمہ لاہور سے

۱۹۶۷ء تا ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا، یہ دونوں مترجم مولانا ادریس کاندھلویؒ کے صاحبزادے ہیں۔

﴿۱۷﴾۔ اشرف الھدایہ: ہدایہ کا اردو ترجمہ اور اس کے ساتھ تشریح بھی اردو ہی میں از مولانا جمیل صاحب سکھروڈھوی مدرسِ دار العلوم دیوبند، اس کی تکمیل مولانا محمد حنیف گنگوہیؒ فاضل دیوبند نے کی، بہت اچھی تشریح کی گئی ہے، (یا دونوں الگ الگ شرحیں ہیں)۔

﴿۱۸﴾۔ ہدایہ کا اردو ترجمہ: از پروفیسر غازی احمد پرنسپل گورنمنٹ کالج بوچھال کلاں ضلع جہلم پاکستان، یہ منتخب ابواب کا اچھا اور عام فہم ترجمہ ہے۔

﴿۱۹﴾۔ ہدایہ کا فارسی ترجمہ: چار جلدوں میں، غلام یحیٰ صاحب کا سہل اور رواں ترجمہ ہے۔

﴿۲۰﴾۔ ہدایہ کا انگریزی ترجمہ: بنگال کے گورنر ''جنرل وارن ہسٹنگز'' کے حکم سے چارلس ہملٹن نے یہ ترجمہ کیا، یہ ہدایہ کا مکمل ترجمہ نہیں ہے۔

(ماخوذ از فوائد بھیہ، ظفر المحصلین، مقدمۂ نصب الرایۃ، تعارف ہدایہ وصاحب ہدایہ از مولانا محمد میاں صدیقی مع تعلیق مفتی عبدالقیوم صاحب راجکوٹی سلمہ)

فائدہ: علامہ قاسم بن قطلوبغاؒ ''منية الألمعي'' کے شروع میں لکھتے ہیں کہ ہمارے متقدمین جیسے امام ابو یوسفؒ کتاب الخراج اور امالی میں، امام محمدؒ اصل اور سِیَر میں، ایسے ہی طحاویؒ، خصاف رازیؒ اور کرخی مختصرات کے علاوہ میں مسائل فقہیہ کو احادیثِ نبویہ سے سند کے ساتھ بیان کرکے ثابت کیا کرتے تھے، پھر ایسے لوگ آئے جنھوں نے متقدمین کی کتابوں پر اعتماد کرکے حدیثوں کو کتابوں میں بغیر سند اور حوالہ کے ذکر کیا، اسلئے لوگوں نے ان کتابوں کی طرف توجہ کی اور ان کی حدیثوں کی تخریج کی خدمت انجام دی ...الخ۔ (منية الألمعي في مقدمة نصب الراية ص ۳۶۹ للشيخ محمد عوامه حفظه الله)

تخریجات: ہدایہ میں جو احادیث مذکور ہیں انکا حوالہ نہیں ہے کہ وہ حدیث کی کس کتاب میں ہیں اور انکی سند کا کیا حال ہے؟ اسلئے اس پر اعتراضات بھی کئے گئے، اسکو دفع کرنے کیلئے

علماء احناف نے اس کی حدیثوں کی تخریج کرکے حوالہ دیا اور اس کا حال بیان کیا، اس موضوع پر کئی کتابیں لکھی گئیں :

﴿۱﴾۔ **العناية في معرفة أحاديث الهداية** : شیخ محی الدین عبدالقادر بن محمد القرشی م۷۷۵ھ کی تصنیف ہے، ایک جامع کتاب ہے، انھوں نے طحاویؒ کی شرح معانی الآثار کی بھی تخریج کی ہے، (بعض کتابوں میں اور فوائد بہیہ کے بعض مقامات (ص ۵۹) میں اس کا نام غایۃ لکھا ہے جو شاید صحیح نہیں ہے. (دیکھئے فوائد ۹۹)

﴿۲﴾۔ **نصب الراية لأحاديث الهداية**: شیخ جمال الدین عبداللہ بن یوسف الزیلعیؒ م۷۶۲ھ کی، چار جلدوں میں مجلسِ علمی ڈابھیل نے قاہرہ سے طبع کرائی، اس پر حاشیہ بھی لکھوایا اور تصحیح کا بھی اہتمام کیا، جلد اول کا حاشیہ مولانا عبدالعزیز پنجابی سہالویؒ متوفی ۱۳۵۹ھ نے لکھا اور بقیہ جلدوں پر مولانا محمد یوسف کاملپوریؒ فاضل جامعہ نے حاشیہ لکھا، اور اسکے شروع میں مقدمہ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا ہے، اور تقدمہ کے نام سے علامہ زاہد کوثریؒ نے بھی شاندار مقدمہ لکھا جو بعد میں شیخ عبدالفتاح ابوغدہ کی تحقیق سے ''**فقه أهل العراق وحديثهم**'' کے نام سے شائع ہوا، تحقیقات نادرہ کا مجموعہ ہے.

(زیلع حبشہ کے ساحل پر ایک شہر ہے. مقدمہ نصب الرایہ ص۵)

﴿۳﴾۔ **الدراية في تخريج أحاديث الهداية** : شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ م۸۵۲ھ کی، یہ نصب الرایۃ کی تلخیص ہے، مولانا بنوریؒ نے اس کا نام ''**الدراية في تلخيص نصب الراية** '' لکھا ہے، بعض نے اس کا نام ''**الدراية في منتخب الهداية** '' لکھا ہے.

(ہدایہ کا تعارف ۳۳ از مولانا محمد میاں صدیقی والشیخ محمد عوامہ فی مقدمۃ نصب الرایہ ۱۴۵)

تنبيه : علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور محمد زاہد کوثریؒ کو یہ شکایت ہے کہ حافظ ابن حجرؒ حنفیہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، بلا وجہ ان کے دلائل میں کلام کر دیتے ہیں اور انکے دلائل جاننے کے باوجود موقع پر نہیں ذکر کرتے دوسری جگہ لاتے ہیں تاکہ وہ اس سے فائدہ نہ اٹھاسکیں، کبھی

اپنے علم کے خلاف بھی بول دیتے ہیں، اگرچہ حافظ کا مقام بہت بلند ہے لیکن مذہبی اختلاف کی وجہ سے ایسا کرگزرتے ہیں، امام جمال الدین زیلعیؒ، اسی طرح امام تقی الدین ابن دقیق العید اور محقق ابن الھمام صوفیہ میں سے ہیں، یہ لوگ مخالفین کے ساتھ بہت انصاف سے کام لیتے ہیں، ان پر کوئی زیادتی نہیں کرتے.

ابن الھمام نے فتح القدیر میں ہمارے جو دلائل ذکر کئے ہیں وہ سب نصب الرایہ سے لئے ہیں، صرف تین جگہوں پر اضافہ کیا ہے ان میں سے ایک مہر کا مسئلہ اور اس کی مقدار کا ہے.

(مقدمه نصب الرايه ص ۸ للشيخ البَنوریؒ)

اور العرف الشذی میں فرمایا کہ ابن الھمام نے صرف چند جگہوں پر اضافہ کیا، اس میں سے ایک مہر کے باب میں، اور ایک تطوع کے باب میں، اور ایک قراءت خلف الامام کے باب میں. (العرف الشذی ۱۵۵)

علامہ شیخ محمد عوامہ نے نصب الرایہ کے مقدمہ میں بحث وتحقیق کے بعد مزید ایسی جگہیں تلاش کی ہیں جہاں ابن الھمام نے نصب الرایہ پر اضافہ کیا ہے، وہ ۱۲ جگہیں ہیں، دیکھئے ص۲۵۳ سے ۲۵۸ تک، پھر ایسی جگہیں بھی ذکر کیں جہاں زیلعیؒ نے بعض محدثین کے کلام کو ذکر کرکے گویا ان کو تسلیم کیا، لیکن ابن الھمام نے بحث وتحقیق کرکے یہ بتایا کہ یہ حدیث قابلِ استدلال ہے، اس کی تین مثالیں ذکر کیں، پھر ایسی جگہیں بھی ذکر کیں جہاں ابن الھمام نے زیلعی کی پیش کردہ دلائل پر اضافہ کیا اور مذہب حنفی کو مزید مدلل کیا، ان سب کیلئے دیکھئے ص ۲۵۹ سے ۲۶۲ تک، ان کے علاوہ بھی ابن الھمام نے مختلف نوع کے اضافے کئے ہیں جن کو شیخ محمد عوامہ نے اس مقدمہ میں ذکر کیا ہے.

﴿۴﴾۔ **منية الألمعي فيما فات من تخريج أحاديث الهداية للزيلعي** :

علامہ قاسم بن قطلو بغاؒ م۸۷۹ھ کی، (علامہ قاسم، حافظ ابن حجرؒ اور محقق ابن الھمام کے شاگرد ہیں)، زیلعی اور حافظ ابن حجرؒ کی تخریجات کے بعد بھی کچھ حدیثیں ایسی تھیں جن کا حوالہ

معلوم نہیں ہوسکا تھا، ان دونوں مخرّجین نے غریب یا غریب جدا لکھ کر اپنی لاعلمی ظاہر کردی تھی [۱] علامہ قاسم نے منیۃ الألمعی میں ان کی تخریج کی اور حوالہ دیا اگرچہ استیعاب نہیں ہوا.

نصب الرایہ کی طباعت کے وقت یہ کتاب نہیں مل سکی تھی جیسا کہ مولانا بنوریؒ نے مقدمہ (ص ۱۲) میں لکھا ہے .

ان حضرات کے قاہرہ سے ہندوستان واپس آنے کے بعد علامہ کوثریؒ کو یہ کتاب ملی، لیکن طباعت کی ہمت نہیں تھی یہاں تک کہ ہمارے استاذ علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی نور اللہ مرقدہ کو الدرایۃ کا ایسا نسخہ ملا جس کے نصف آخر پر علامہ قاسم کے قلم سے تعلیقات تھیں جہاں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں "لم أجده" وہاں علامہ قاسم اس کا حوالہ دیتے ہیں کہ یہ حدیث فلاں جگہ ہے، علامہ اعظمیؒ نے خط سے علامہ کوثری کو مطلع کیا، کوثریؒ فرماتے ہیں کہ اس خوشخبری سے مارے خوشی کے میں اڑنے لگا، پھر علامہ اعظمیؒ نے اس کو نقل کر کے علامہ کوثریؒ کے پاس بھیجا، اس پر علامہ اعظمی نے کچھ حواشی بھی لکھے تھے .

اس کے بعد علامہ کوثریؒ نے منیۃ الألمعی اور علامہ قاسم کی تعلیقات جو مولانا اعظمیؒ نے بھیجی شائع کیں، اس پر کچھ تعلیقات بھی لکھیں .

یہ پوری کتاب شیخ محمد عوامہ نے نصب الرایہ کے اپنے مقدمہ میں شامل کردی ہے، آخر میں کچھ فوائد بھی ہیں جو حافظ ابن حجرؒ نے نصب الرایہ کے دوسرے جزء کے حاشیہ پر لکھے تھے، حلب کے نسخۂ احمدیہ میں یہ فوائد موجود تھے، جزاھم اللہ خیراً . دیکھئے ص ۴۱۵ سے ۴۳۱ تک .

تجریدات :

﴿۱﴾۔ **عُمدۃُ أصحاب البدایة و النهایة فی تجرید مسائل الهدایة** : شیخ کمال

---

[۱] یہ خاص اصطلاح تھی جو زیلعی نے اختیار کی تھی عام محدثین کے برخلاف . ۱۲ کوثری وعلامہ قاسم.
(مقدمہ منیۃ الألمعی ص ۳۵۵ و ۳۶۰)

الدین محمد بن احمد کی، ہدایہ میں جو مسائل دلائل کے ضمن میں آئے تھے ان کو دلائل سے الگ کر کے جمع کیا ہے، کہیں کہیں تشریح بھی کی ہے .

﴿۲﴾۔ **الرعایة فی تجرید مسائل الهدایة** : شیخ ابو الملیح محمد بن عثمان م ۷۹۷ھ کی، یہ ابن اقرب سے مشہور تھے . (ظفر المحصلین ۱۹۹)

مزید تفصیل کیلئے دیکھئے کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مرتب مدظلہ کے مختصر حالات

ولادت وتعلیم: ولادت ۱۴؍صفر ۱۳۶۶ھ ۷؍جنوری ۱۹۴۷ء کومئوناتھ بھنجن یو پی میں ہوئی، تعلیم شروع سے اخیر تک مئو ہی میں حاصل کی ۱۳۸۶ھ میں مفتاح العلوم میں فراغت ہوئی ، بعد فراغت مختلف فنون کی مختلف کتابیں مزید پڑھیں، نیز قراءاتِ سبعہ عشرہ بھی پڑھیں، محدثِ کبیر علامہ حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کے زیرِ نگرانی کتبِ فتاوی کا مطالعہ کیا اور فتاوی نویسی کی مشق کی ، اساتذہ میں محدثِ اعظمیؒ ، حضرت مولانا عبد اللطیف نعمانیؒ، حضرت مولانا عبد الجبار اعظمیؒ اور آپکے والدِ محترم قاری حفیظ الرحمٰنؒ معروف ہیں ، آپکے استاذ حضرت مولانا عبد الرشید حسینیؒ نے اپنی ذاتی کتاب ''تحفۃ الاحوذی'' آپ کو ہدیۃ عنایت فرمائی .

خدمات: تین چار سال کے بعد مظہر العلوم بنارس تشریف لے گئے اور ترمذی، مشکوۃ وغیرہ مختلف کتابوں کی تدریس اور فتاوی نویسی کی خدمات انجام دیں، چار سال کے بعد ۱۳۹۴ھ میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لائے اور یہاں بھی اکثر درسیات طحاوی، نسائی، ابن ماجہ، موطأ امام مالک، مشکوۃ، جلالین ، ہدایہ، متنبی، حماسہ، شرح جامی، ابن عقیل وغیرہ زیرِ درس رہیں، سبعہ عشرہ بھی پڑھائی، اور علمِ قراءات اور قراء کے تذکرہ پر مشتمل ایک مقدمہ بھی لکھوایا اور تاریخ جامعہ بھی مرتب فرمائی جو ہندو پاک سے طبع ہوئی .

۱۴۰۶ھ میں آزادول جنوبی افریقہ تشریف لائے ، یہاں بھی بخاری، ترمذی، مشکوۃ، الاشباہ والنظائر وغیرہ کتابیں پڑھائیں ، مسلم ، ابو داود اور ابن ماجہ وغیرہ کئی کتابیں خارج میں بھی پڑھائیں .

دیگر خدمات: دارالعلوم نعمانیہ چیٹس ورتھ ناٹال جس کی ابتداء ۲۰۰۱ء میں ۵ طلبہ سے ہوئی ، اور آپکی امارت و سرپرستی میں ترقی کرتے ہوئے فی الحال تقریبا ۱۲۰ طلبہ کو تعلیم تربیت دے رہا ہے، حفظ کی تعلیم پورے وقت اور اسکول جانے والے طلبہ کیلئے اور عربی کی تعلیم صحاح ستہ تک ہوتی ہے اور دعوہ اور قراءات کا شعبہ بھی ہے اور اسکے ماتحت دوسری جگہوں پر دوسرے ادارے بھی کام کر رہے ہیں، نیز مدرسہ رحمانیہ لوڈیم بھی آپ کی سرپرستی میں مختلف خدمات انجام دے رہا ہے، نیز آپ نے ۲۰۰۲ء میں مدرسہ دعوۃ الحق کی آزادول میں بنیاد ڈالی، جس میں فی الحال ۱۶۰ طلبہ وطالبات دینی ودنیوی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، ان میں بہت سے یتیم بچے بھی ہیں اور ایسے بچے بھی ہیں جنکے والدین یا ان میں سے کوئی ایک غیر مسلم ہیں، انکی رہائش اور تعلیم وتربیت اور خوراک و پوشاک وغیرہ کے سب انتظامات مدرسہ کرتا ہے، انکے علاوہ بھی کئی اداروں کی سرپرستی اور معانت فرماتے ہیں.

دعوت وتبلیغ کے ساتھ بھی بہت گہرا تعلق ہے، مختلف ممالک کا سفر بھی برابر جاری رہتا ہے.

تصوف اور خانقاہ سے بھی تعلق ہے اولاً شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحبؒ سے بیعت ہوئے پھر آپ ہی کے حکم سے حضرت مفتی محمود حسن صاحبؒ سے اصلاحی تعلق ہوا، پھر حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ سے تعلق ہوا اور خلافت سے نوازے گئے، چنانچہ اصلاحی سلسلہ بھی جاری ہے.

تصانیف: آپکی تصانیف ورسائل بھی ۵۰ کے قریب ہونگی، چندیہ ہیں ۱۔ تاریخ جامعہ ڈابھیل گجرات ہند ۲۔مقدمۂ بخاری ۳۔مقدمۂ ترمذی ۴۔مقدمۂ طحاوی ۵۔قومہ جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور ان میں اذکار کا ثبوت ۶۔شبِ براءت کی حقیقت ۷۔عمامہ ٹوپی کرتا ۸۔صحیح اور مناسب ترمسافتِ قصر ۹۔۱۱۔ سوانح امام ابوحنیفہؒ وسوانح امام ابو یوسفؒ وسوانح امام محمدؒ ۱۲ و۱۳۔مقالات اعظمی اردو، عربی ۱۴۔۱۵۔مقدمہ علم القراءات وتذکرہ ائمہ عشرہ اور انکے رُوات. اور دعوت وتبلیغ سے متعلق کئی کتابیں شائع ہوچکی ہیں.

تأثرات واقوال علماء: عارف باللہ حضرت مولانا محمد احمد پرتا بگڈھیؒ کی خدمت میں حاضری ہوئی، حضرت مولانا لیٹے ہوئے تھے آپ ادباً پاؤں کی طرف جا کر بیٹھ گئے تو حضرت مولاناؒ نے فورا اپنا پاؤں سمیٹ لیا اور واپسی کے وقت دس روپے کا نیا نوٹ ہدیۃ عنایت فرمایا .

فرمایا آپکے شیخ حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمہ اللہ تعالی نے: آپکے مکتوبِ محبوب نے قلب کو مسرور کر کے روح پر وجد طاری کردیا، ذوق عاشقی مبارک ... الخ .

فرمایا حضرت مفتی محمد فاروق میرٹھی مدظلہ خلیفۂ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے: اساتذہ میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمیؒ ہیں جو بخاری شریف کا درس دیتے ہیں جو جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل میں استاذ حدیث رہے، خاص طور سے قابل ذکر ہیں جنکو جبلِ علم کہنا مناسب ہے.(افریقہ اور خدمات فقیہ الامت ۱؍۱۶۱)

مشہور مبلغ مولانا فاروق مکی صاحب مدظلہ نے آپکے درس میں شرکت فرمانے کے بعد اس طرح اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا: ایسا محققانہ اور دلچسپ درس تو مولانا بنوریؒ کا ہوا کرتا تھا ایسا درس آجکل ملنا مشکل ہے، آپکی ذات ساؤتھ افریقہ والوں کیلئے بہت بڑی نعمت ہے اگر آپ یہاں نہ ہوتے تو یہاں یہ دینی اور علمی جوفضاء ہے شاید نہ ہوتی، اللہ تعالی ساؤتھ افریقہ والوں کو آپکی قدر دانی کی توفیق عطاء فرمائے.(سوانح مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ)

ایک بشارت: شیخ زہیر ناصر الناصر حلبی حنفی مقیم مدینہ منورہ نے اپنے اور اپنی بیٹی اور داماد کیلئے رسالۃ الاوائل پڑھکر حدیث کی اجازت لی اور آپکے خدام سے فرمایا: **مثل هذا الشيخ نادر نادر**، اور فرمایا: **التزموه أولا لايمانه ثم لمحبته النبي ﷺ ثم لعلمه** . ایک مرتبہ شیخ اور دیگر حضرات آپ سے حدیث کا درس لے رہے تھے مسجد نبوی کے اندر، شیخ کے صاحبزادہ نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری مسجد میں حدیث کا درس ہو رہا ہے اور آپ سو رہے ہیں؟ وہ بیدار ہو کر مسجد نبوی میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپکا درس جاری ہے.

۷۸٦

تذکرہ صاحبِ ھدایہ

علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ

۵۱۱ھ ۵۹۳ھ

اِس میں صاحب ہدایہ کے (۳۱) اساتذہ کا تذکرہ ہے، ان کے ساتھ کتبِ احادیث کی اسانید بھی مذکور ہیں، اور ہدایہ کی دس (۱۰) خصوصیات بھی مذکور ہیں جو کہیں اور ملنا مشکل ہے

ترتیب

شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمٰن اعظمی مدظلہ العالی

بانی ادارہ دعوۃ الحق آزادول جنوبی افریقہ

ناشر

ادارہ دعوۃ الحق آزادول جنوبی افریقہ

فہرست کتب ادارہ احیاء سنت

۱۔ ھدیۃ الدراری (مقدمہ صحیح بخاری) (اردو)

۲۔ ھدیۃ الاحوذی (مقدمہ جامع الترمذی) (اردو)

۳۔ تنویر الحاوی فی تذکرۃ الامام الطحاویؒ (اردو)

۴۔ قومہ اور جلسہ میں اطمینان کا وجوب اور اذکار کا ثبوت (اردو، انگریزی)

۵۔ تعدیل ارکان لملا علی قاری (عربی مع اردو ترجمہ)

۶۔ عیدگاہ کی سنیت (اردو، انگریزی)

۷۔ ڈاڑھی، مونچھ اور بال کے مسائل (اردو، انگریزی)

۸۔ نماز کی حفاظت اور اسکی پابندی (اردو، انگریزی)

۹۔ خطبات حجۃ الوداع (اردو، انگریزی)

۱۰۔ صحیح اور مناسب تر مسافت قصر (اردو)

۱۱۔ شبِ براءت کی حقیقت مع ضمیمہ (اردو، انگریزی)

۱۲۔ عمامہ، ٹوپی، کرتا (اردو، انگریزی)

۱۳۔ محرم وعاشوراء، فضائل ومسائل (اردو، انگریزی)

۱۴۔ اصلاح نفس اور تبلیغی جماعت (انگریزی)

۱۵۔ حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ اور جماعتِ تبلیغ (اردو، انگریزی)

۱۶۔ معدل الصلوۃ للامام البرکوی (عربی مع اردو ترجمہ)

۱۷۔ تذکرہ صاحب ہدایہ (اردو)

۱۸۔ مقالات عربی (عربی)

۱۹۔ مقالات اردو (اردو)

۲۰۔ کیا تبلیغی کام ضروری ہے؟ (اردو، انگریزی)

۲۱۔ گنجینہ اشعار معرفت (افادات مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ) (عربی اردو فارسی)

۲۲۔ سوانح مولانا فضل الرحمٰن صاحب (اردو، انگریزی)

۲۳۔ مقدمہ قراءات اور تذکرہ ائمہ قراءات (اردو)

۲۴۔ مقدمہ علم التفسیر وعلم الحدیث (اردو)

۲۵۔ تذکرہ امام بن ماجہ وامام نسائی (اردو)

۲۶۔ تذکرۃ الحفیظ (تذکرہ قاری حفیظ الرحمٰنؒ والد محترم مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ)

۲۷۔ اماطۃ اللثام عن توارث العمام (عربی)

۲۸۔ سیرت امام ابوحنیفہؒ

۲۹۔ سیرت امام ابویوسفؒ (ترجمہ حسن التقاضی)

۳۰۔ سیرت امام محمدؒ ترجمہ : بلوغ الأمانی (علامہ کوثریؒ)

۳۱۔ حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے مواعظ ثلثہ تبلیغ سے متعلق

۳۲۔ PRESERVATION & Integrity oF Hadith

۳۳۔ THE OBLIGATION OF TAQLID

TEL : + 011 413 2414 --------- 083 297 8648